الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 — جمعۃ المبارک 04/مارچ 2011ء — 28/ربیع الاوّل 1432 ہجری قمری ❁ 04/امان 1390 ہجری شمسی — شمارہ 09

سجدہ کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے ربّ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔پس تم اس وقت کثرت سے دعا کیا کرو۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

سورۃ فاتحہ کی دعا سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا اسی اُمّت میں سے ہوگا۔صدہا دلائل اس امر پر ہیں کہ آنے والا اسی اُمّت میں سے آنا چاہیئے اوراس کا یہی وقت ہے۔اب خدا تعالیٰ کے الہام اوروحی سے مَیں کہتا ہوں وہ جو آنے والا تھا وہ مَیں ہوں۔

’’............کیا حدیث کا وہ مرتبہ ہوسکتا ہے جو قرآن شریف کا ہے؟ اگر حدیث کا وہی مرتبہ ہے جو قرآن شریف کا ہے تو پھر نعوذ باللہ ماننا پڑے گا کہ آپؐ نے اپنا فرض ادا نہ کیا کیونکہ قرآن شریف کا اہتمام تو آپؐ نے کیا مگر حدیث کا کوئی اہتمام نہ ہوا اور نہ آپؐ نے اپنے سامنے کبھی حدیث کو لکھوایا۔کیا کوئی مسلمان یہ ماننے کے لئے تیار ہوسکتا ہے جو کہے کہ ہاں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرض رسالت کو ادا نہیں کیا۔یہ مسلمان کا کام تو ہو نہیں سکتا بلکہ بڑے بے دین اور ملحد کا کام ہوگا۔پھر سوچ کر دیکھو کہ کیا حدیث کو آپ نے اپنے سامنے مرتب کروایا، یا قرآن شریف کو؟ صاف ظاہر ہے کہ قرآن شریف ہی کو آپ نے اپنے بعد چھوڑا کیونکہ تعلیم قرآن ہی تھا۔ہاں یہ سچ ہے کہ آپؐ نے اپنی سنّت کو بھی قرآن کے ساتھ رکھا اور اصل یہی ہے کہ نبی دو ہی باتیں لے کر آتے ہیں۔کتاب اور سنّت۔حدیث ان دونوں سے الگ شئی ہے اور یہ دونو حدیث کی محتاج نہیں ہیں۔ہاں یہ ہم مانتے ہیں کہ ادنیٰ درجہ کی حدیث پر بھی عمل کر لینا چاہیئے خواہ وہ محدثین کے نزدیک موضوع ہی ہو، اگر قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔ہم تو یہاں تک حدیث کی عزت کرتے ہیں۔لیکن اس کو قرآن پر قاضی اور حَکَمْ نہیں بنا سکتے۔آپؐ نے نہیں فرمایا کہ مَیں تم میں حدیث چھوڑتا ہوں بلکہ فرمایا کتاب اللہ چھوڑتا ہوں۔حضرت عمرؓ نے بھی یہی کہا حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہ۔انہوں نے نہیں کہا کہ حدیث کافی ہے؟

اب کتاب اللہ کو کھول کر دیکھو وہ فیصلہ کرتی ہے۔پہلی ہی سورۃ کو پڑھو جو سورۃ فاتحہ ہے جس کے بغیر نماز بھی نہیں ہوسکتی۔دیکھو اس میں کیا تعلیم دی ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَاالضَّآلِّیْنَ(الفاتحۃ:6-7) اب صاف ظاہر ہے کہ اس دعا میں مَغْضُوْب اور ضَآلِّیْن کی راہ سے بچنے کی دعا ہے۔مَغْضُوْب سے بالاتفاق یہودی مراد ہیں اور ضَآلِّیْن سے عیسائی۔اگر اس اُمّت میں یہ فتنہ اور فساد پیدا نہ ہونے والا تھا تو پھر اس دعا کی تعلیم کی کیا غرض تھی؟ سب سے بڑا فتنہ تو الدَّجّال کا تھا مگر یہ نہیں کہا وَلَاالدَّجّال۔کیا خدا تعالیٰ کو اس فتنہ کی خبر نہ تھی؟ اصل یہ ہے کہ یہ دعا بڑی پیشگوئی اپنے اندر رکھتی ہے۔ایک وقت اُمّت پر ایسا آنے والا تھا کہ یہودیت کا رنگ اس میں آجاوے گا۔اور یہودی وہ قوم تھی جس نے حضرت مسیحؑ کا انکار کیا تھا۔پس یہاں جو فرمایا کہ یہودیوں سے بچنے کی دعا کرو اس کا یہی مطلب ہے کہ تم بھی یہودی نہ بن جانا۔یعنی مسیح موعود کا انکار نہ کر بیٹھنا اور ضَآلِّیْن یعنی نصاریٰ کی راہ سے بچنے کی دعا جو تعلیم کی تو اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت صلیبی فتنہ خطرناک ہوگا اور یہی سب فتنوں کی جڑ اور ماں ہوگا۔دجّال کا فتنہ اس سے الگ نہ ہوگا ورنہ اگر الگ ہوتا تو ضرور تھا کہ اس کا بھی نام لیا جاتا۔اب سارے گرجوں میں جاکر دیکھو کہ کیا یہ فتنہ خطرناک ہے یا نہیں؟ اسی طرح قرآن شریف کو غور سے پڑھو اور سوچو کہ کیا اس نے یہ وعدہ نہیں کیا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) اور پھر آیت استخلاف میں ایک خاتم الخلفاء کا وعدہ دیا گیا۔ان سب امور کو یکجائی نظر سے اس طرح پر دیکھو!

اوّل۔آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف نے توریت کی پیشگوئی کے موافق مثیل موسیٰ تسلیم کیا ہے۔اس مماثلت کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ جس طرح پر موسوی خلفاء کا سلسلہ قائم ہوا۔آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک سلسلہ خلافت قائم ہو۔اگر اور کوئی بھی دلیل اس کے لئے نہ ہو تب بھی یہ مماثلت بالطبع یہ چاہتی ہے کہ ایک سلسلہ خلفاء کا ہو۔

دوم۔آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر ایک سلسلہ خلافت قائم کرنے کا وعدہ فرمایا اور اس سلسلہ کو پہلے سلسلہ خلافت کے ہم رنگ قرار دیا جیسا کہ فرمایا کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ(سورۃ النور:56) اب اس وعدہ استخلاف کے موافق اور اس مماثلت کے لحاظ سے یہ ضروری تھا کہ جیسے موسوی سلسلہ خلافت کا خاتم الخلفاء مسیح تھا ضرور ہے کہ سلسلہ محمدیہ کے خلفاء کا خاتم بھی ایک مسیح ہی ہو۔

سوم۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

چہارم۔آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد تجدید دین کے لئے بھیجا جاتا ہے۔اب اس صدی کا مجدد ہونا ضروری تھا۔اور مجدّد کا جو کام ہوتا ہے وہ اصلاح فسادات موجودہ ہوتا ہے۔پس جو فساد اور فتنہ اس وقت سب سے بڑھ کر ہے وہ عیسائی فتنہ ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ اس صدی کا جو مجدّد ہو وہ کاسر الصلیب ہو۔جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے۔

پنجم۔موسوی خلافت کی مماثلت کے لحاظ سے بھی خاتم الخلفاء سلسلہ محمدیہ کا چودھویں ہی صدی میں ہونا ضروری ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں مسیح علیہ السلام آئے تھے۔

ششم۔جو علامات مسیح موعود کی مقرر تھیں ان میں سی بہت سے پوری ہوچکیں جیسے کسوف وخسوف کا رمضان میں ہونا جو دو مرتبہ ہو چکا۔حج کا بند ہونا۔ذوالسنین ستارہ کا نکلنا۔طاعون کا پھوٹنا۔ریلوں کا اجرا۔اونٹوں کا بیکار ہونا وغیرہ۔

ہفتم۔سورہ فاتحہ کی دعا سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا اسی اُمّت میں سے ہوگا۔غرض ایک دو نہیں صدہا دلائل اس امر پر ہیں کہ آنے والا اسی اُمّت میں سے آنا چاہیئے اور اس کا یہی وقت ہے۔اب خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے مَیں کہتا ہوں وہ جو آنے والا تھا وہ مَیں ہوں۔قدیم سے خدا تعالیٰ نے منہاج نبوت پر جو طریق ثبوت کا رکھا ہوا ہے وہ مجھ سے جس کا جی چاہے لے لے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 381تا 383۔جدید ایڈیشن)

انصار اللہ کو عبادت کا حق ادا کرنے والا ہونا چاہئے

جب آپ کہتے ہیں نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم لوگ کامیاب ہو جاؤ گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم فلاح کے راستے تلاش کرتے چلے جائیں اور ان راستوں پر قدم مارتے چلے جائیں۔

پس اطاعت کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔ اخلاص کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔ خلافت کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنے کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔ تبلیغ کے نمونے بڑی شان سے دنیا کو دکھا دیں۔ تربیت کے نمونے پہلے سے بڑھ کر اپنے گھروں میں قائم کریں۔ دعا اور عبادت کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ کرنے والے ہوں۔

اصل اصول یہ ہے اور اس کو پکڑے رکھیں کہ اخلاص، وفا، اطاعت اور کامل فرمانبرداری دکھاتے ہوئے انصار اللہ نے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔

(خطاب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز بر موقع اختتامی اجلاس، سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یو کے بتاریخ 26/ اکتوبر 2008ء۔ بمقام اسلام آباد، یو کے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ کہ آج انصار اللہ کا اجتماع اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ صدر صاحب انصار اللہ کو کافی فکر تھی۔ میرے خیال میں انہوں نے رپورٹوں میں اظہار بھی کیا اور کچھ انصار کی طرف سے بھی اس قسم کا اظہار تھا کہ اسلام آباد میں ٹھنڈا موسم ہونے کی وجہ سے شاید ہم نہ آسکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال بھی کافی بہتر حاضری ہے۔ اس سال خلافت جوبلی کے حوالہ سے ہر فنکشن جو جماعت میں ہو رہا ہے، چاہے وہ ذیلی تنظیموں کے فنکشن ہیں یا جماعتی فنکشن ہیں، حتی الوسع خاص طور پر بڑے اہتمام سے منعقد کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ہر ایک کی خواہش ہے کہ اس میں مَیں بھی شامل ہوں۔ گزشتہ سال کسی وجہ سے میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اس سال بھی جو پہلی تاریخیں دس اکتوبر کی رکھی گئی تھیں ان میں مَیں سفر کی وجہ سے شامل نہیں ہوسکتا تھا۔ تو اس لحاظ سے مَیں نے صدر صاحب انصار اللہ کو معذرت کر دی تھی کہ اجتماع کر لیں۔ لیکن پھر عاملہ نے فیصلہ کیا کہ تاریخیں آگے کر دی جائیں۔ گو موسم ان دنوں میں مزید ٹھنڈا ہو گیا ہے لیکن بہر حال جب انہوں نے آگے کیا تو اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ مَیں شامل ہوتا کیونکہ بہانہ کوئی نہ رہا تھا۔ بہر حال 10 اکتوبر کو جو شروع ہونا تھا اور 12 کو اختتام تو اس میں بھی نہ شامل ہونے کا بہانہ نہیں تھا۔ ایک مجبوری تھی کہ فرانس کی مسجد کے افتتاح کے لئے انہیں تاریخیں دے چکا تھا اور جیسا کہ سب لوگوں نے دیکھا کہ فرانس کی مسجد کا افتتاح بڑی تاریخی اہمیت کا حامل تھا اور اُس کی وجہ سے فرانکوفون ممالک میں اور دنیا کے بہت سارے ممالک میں احمدیت کو بہت تعارف حاصل ہوا ہے۔ اس لحاظ سے بہر حال اس کی اپنی اہمیت تھی اُس کو چھوڑا نہیں جا سکتا تھا۔

اگر انصار اللہ کی صرف یہ خواہش ہے کہ مَیں اُس میں شامل ہوں اس لئے کہ ان کے پروگرام زیادہ ہائی لائٹ (Highlight) ہو جاتے ہیں، ایم ٹی اے پر دکھائے جاتے ہیں اور اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے تو بالکل بے فائدہ ہے لیکن اگر اس لئے ہے کہ ہم انصار اللہ ہیں اور کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے جس میں اخلاص اور وفا کا اظہار ہوتا ہو تو پھر واقعی آپ کا یہ تاریخیں تبدیل کرنا اور سارا اجتماع ان تاریخوں میں منتقل کرنا قابلِ ستائش ہے۔ بس اصل اصول یہ ہے اور اس کو پکڑے رکھیں کہ اخلاص، وفا، اطاعت اور کامل فرمانبرداری دکھاتے ہوئے انصار اللہ نے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔

اس مضمون پر مَیں پہلے بلجیم میں بھی اور یہاں بھی روشنی ڈال چکا ہوں۔ تاریخ ہمیں جن انصار اللہ کا بتاتی ہے وہ یسوع مسیح کے حواری تھے۔ اور انہوں نے حواریوں سے پوچھا کہ کون ہوں گے میرے مددگار؟ تو حواریوں نے جواب دیا کہ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ۔ حواری کا کیا مطلب ہے؟ کیا حواری وہ تھے جو اس وقت فوری طور پر ایمان لائے تھے اور یہ کافی ہو گیا۔ اور وہ جو حضرت مسیح کو اچھا سمجھنے والے تھے یا صرف وہ جو کہتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان لے آئے۔ باقی عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کافی ہو گیا۔ اگر اس کے گہرے مطالب دیکھے جائیں تو حواری وہ لوگ ہیں کہ جن سے قربانیاں مانگی جارہی ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو مکمل طور پر دین کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا وعدہ کرنے والے ہوں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جو دین کی اشاعت میں مددگار بننے والے ہوں۔ اور ایک اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے لوگ جو اپنے پاک نمونے قائم کرنے والے ہوں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ انتہائی قابلِ اعتماد ساتھی بننے کا عہد کرنے والے ہوں۔ اور پھر یہ کہ اس حد تک وفادار اور ایماندار ہوں کہ کوئی چیز ان کی وفا اور ایمان کے آڑے نہ آئے۔ اور اس وجہ سے پھر وہ بہترین مشیر بننے والے ہوں، مشورے دینے والے ہوں اور پھر یہ کہ دوستی کا حق نبھانے والے دوست ہوں۔ یہ نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ ہم دوست ہیں اور جب وقت آئے تو دوست کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ پھر یہ کہ ان میں ایسا رشتہ ہونا چاہئے کہ جو تمام رشتوں پر حاوی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عہدِ بیعت میں جو شرائط رکھی ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے سے وفا اور اطاعت کا، وفاداری، فرمانبرداری اور خلوص کا جو تعلق ہے وہ سب رشتوں سے بڑھ کر ہو گا۔ یہ عہد آپ نے قبول کیا ہے اور یہ عہد آپ انصار کے اجتماع میں دہراتے بھی رہتے ہیں۔ گو ان الفاظ میں نہیں لیکن خلاصہ یہی ہے کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ تو اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم ایسے حواری ہیں جو ان شرائط پر پورا اترتے ہیں؟ اور اگر ہوں گے تو پھر انصار اللہ کہلانے کے حق دار کہلائیں گے۔ پس حواری ہونے کی اور اس کے نتیجہ میں انصار اللہ ہونے کی یہ وضاحت اور مطلب ہے۔

اگر ہم نے انصار اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ کام کر کے دکھانے ہوں گے۔ ہر قربانی کے لئے تیار ہونا ہو گا۔ اپنی اَناؤں کو چھوڑنا ہو گا۔ اپنی سوچوں کو بدلنا ہو گا۔ اپنے آپ کو کامل طور پر اس تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہو گا جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے۔ صرف منہ سے یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے اور ہم حواریوں میں داخل ہو گئے کہ ہم انصار اللہ ہیں کافی نہیں۔ یہ توقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان حواریوں سے کی تھیں اور انہوں نے انہیں پورا کرنے کی کوشش کی، گو وہ پوری طرح نہیں کر سکے۔ لیکن مسیح محمدی کے جو حواری ہیں، وہ جو نعرہ لگاتے ہیں کہ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ تو ان کا یہ کام ہے کہ کامل طور پر کامل الایمان ہو کر، کامل طور پر وفا شعار ہو کر، کامل طور پر اطاعت گزار ہو کر اپنے آپ کو ایسے حواری بنا کر دکھائیں جو واقعی طور پر انصار اللہ ہوں اور اس کو سچ کر کے دکھائیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔ انہوں نے قربانیاں دکھائیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف نہیں لائے تھے اُس وقت بالکل اور سوچ تھی۔ جب آپ مدینہ تشریف لے آئے، جب ایمان میں ترقی کرنے لگے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی نے کام دکھایا تو وہی لوگ جو کچھ شرائط کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کرنے کو تیار تھے آپؐ کے دائیں لڑنے پر بھی تیار ہو گئے، آپؐ کے بائیں لڑنے پر بھی تیار ہو گئے، آپؐ کے آگے لڑنے کو بھی تیار ہو گئے اور آپؐ کے پیچھے لڑنے کو بھی تیار ہو گئے۔ اور یہ اعلان کیا کہ دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو نہ روند دے۔ یہ تھے وہ انصار اللہ۔ پھر یہی نہیں کہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں شامل ہو کے مسلمان ہو گئے۔ وہ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے بلکہ ایمان میں بڑھے تو صرف آپؐ کی حفاظت کے لئے تیار تھے یا اسلام کی خاطر جنگیں لڑنی پڑیں تو تیار ہو گئے بلکہ ہجرت کرنے والے صحابہ جو آپؐ کے ساتھ مدینہ آئے تھے ان کے لئے بھی ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اُن کو اپنے مال میں سے حصّہ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان کو اپنی بیویوں میں سے حصّہ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان کو جو مدد جائز طور پر میسر ہو سکتی تھی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ تو یہ تھے وہ انصار اللہ۔ اور پھر ایمان میں اس قدر ترقی کی کہ اسلام اور ایمان کی خاطر باپ بغیر کسی تردد کے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور بیٹا باپ کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور بغیر کسی سوچ کے یہ اعلان کیا کہ ایک دفعہ ہم نے بیعت کر لی، ایک دفعہ مسلمان ہو گئے، ہمارے ایمان میں ترقی ہو گئی تو اب ہماری سوچ یہ ہو نہیں سکتی کہ ہم اسلام کی خاطر کوئی بھی شخص جو اسلام کا دشمن ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اس کو برداشت کر سکیں۔ اسلام کی تاریخ میں عبد اللہ بن اُبی ابن سلول کا واقعہ آتا ہے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر134

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

صد سالہ خلافت جوبلی کی تقریبات ایک ایسی بے مثال خوشی کا موقع تھا جس کا صحیح اندازہ صرف اور صرف افراد جماعت احمدیہ ہی لگا سکتے ہیں۔ یہ دن نعمت خداوندی کے استمرار، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے اور احمدیوں کے اس نعمت سے بہرہ مند ہونے پر اظہار تشکر کے دن تھے۔ درحقیقت جوبلیاں اور خوشیاں منانے کا ہمارا نقطہ نظر اور انداز پوری دنیا سے مختلف ہے۔ خوشیوں کا دن ہمارے لئے دنیا جہان کی لذتوں میں گم ہونے اور مادر پدر آزاد ہونے اور اسراف وفضول خرچی کا نام نہیں ہے بلکہ خدا کی نعمتوں پر شکر کرنے سے عبارت ہے۔ پھر ہماری یہ خوشیاں صرف ایک دن تک ہی محدود نہیں رہتیں بلکہ شکر کے سلسلے اس معین دن میں دوچند ہو جاتے ہیں جس کے بعد ایک نئے رنگ میں پہلے سے بڑھ کر حسین صورت میں جاری رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے جوبلی کی تقریبات اور خدا تعالیٰ کے شکر کے ساتھ خوشیاں منانے کا یہ دن صرف 28 مئی 2008ء تک ہی محدود نہ رہا، نہ ہی اس سال تک اس پر عمل رہا بلکہ یہ تو ایک سلسلہ کی ابتدا تھی جو آج تک جاری ہے اور اگلی صدی تک جاری رہے گا جہاں سے پھر ہم ایک نئے عزم اور نئے ولولے کے ساتھ مزید آگے بڑھتے جائیں گے۔

ایک کوتاہ نظر دنیادار اور مغرب کے طور طریقوں کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے والے کو ہمارا خوشیاں منانے کا طریق کیونکر پسند آئے گا۔ ایمان واخلاص کی فصلوں پر جب شکر واحسان مندی کے پھل لگتے ہیں اور خدا کی رحمت وافضال کی ہواؤں سے وہ فصلیں لہلہاتی ہیں اور ان پر انعامات وتائیدات اور نشانات ربّانیہ کی جب پھوار پڑتی ہے تو الٰہی جماعتوں کی خوشی شکر کے جذبات میں ڈھل کر سجدوں کی صورت آستانہ الوہیت پر گرتی ہے۔ یہ وہ خوشی ہے جس کا بیان ممکن نہیں۔ یہ وہ لذت ہے جس کا ثانی کوئی نہیں اور اسی کو دیکھ کر کفار اور مخالفین طیش وغضب میں آجاتے ہیں اور یہی وہ روحانی فصلیں ہیں جو لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفّارَ کا سبب بنتی ہیں۔

ایسی ہی ایک صورت ہمارے عرب مخالفین کے ساتھ پیدا ہوئی۔ ہوا یوں کہ جب دریدہ دہن پادری کے مزاعم کا مسلمانوں میں سے صرف اور صرف جماعت احمدیہ نے مؤثر جواب دیا اور مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت اور راہنمائی میں اس کام میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی تو جماعت کے عرب مخالفین میں سے ''محمود القاعود'' نامی ایک شخص نے مصطفیٰ ثابت صاحب کو خط لکھا کہ آپ اس جماعت سے کنارہ کش ہو جائیں۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ دیگر مسلمانوں میں سے اس طرح کے مؤثر کام کی توفیق کسی کو نہیں ملی، اور اگر توفیق ملی تو ایک ایسی جماعت کو جسے وہ مسلمان ہی نہیں سمجھتے لہٰذا ان کے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو اس جماعت کو مسلمان سمجھیں اور یوں یہ پادری کے اعتراضات کا ردّ، اسلام کی طرف سے شمار ہو یا دوسرا راستہ یہ ہے کہ اس شخص کو جماعت سے توڑ کر اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی جائے جس نے اس حملہ کے ردّ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

محمود القاعود جماعت کا شدید مخالف اور بدزبان ہے لیکن اس کے باوجود اس کے منہ سے ایک آدھ دفعہ کلمہ حق بھی نکل گیا ہے۔ جب ایم ٹی اے 3 العربیہ کی نشریات بند کروانے کیلئے مصر کے قبطی چرچ کے مشیر نجیب جبرائیل نے کوششیں شروع کیں تو القاعود صاحب نے آرٹیکل لکھا جو آج تک انٹرنیٹ پر موجود ہے جس میں لکھا کہ اے جبرائیل کیا تجھے اب یہ رونا رونے کا خیال آیا ہے۔ جب عیسائی پادری بدزبانی اور گندے اعتراضات کر رہا تھا اس وقت تم کہاں تھے؟ کیا اس وقت مسلمانوں کے جذبات مجروح نہیں ہوتے تھے؟ اب جماعت احمدیہ کے چینل نے اس کا ردّ کرنا شروع کیا تو اب تجھے یاد آیا کہ اس سے عیسائیوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں! وغیرہ وغیرہ۔ اس کے اس مذکورہ آرٹیکل پر مصطفیٰ ثابت صاحب نے شاید انہیں شکریہ کا خط لکھا جس کے جواب میں انہوں نے ثابت صاحب کو جماعت احمدیہ سے دور ہونے کا مشورہ دیا۔

بہرحال مصطفیٰ ثابت نے اس کے جواب میں ایک مفصل خط تحریر کیا جس کی ابتدا میں لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی بات نہیں مان سکتا لیکن اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ میرے لئے اس چیز کے خواہاں ہیں جسے آپ اپنی دانست میں میرے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ اس کے جواب میں میرا بھی فرض بنتا ہے کہ آپ کو اس چیز سے آگاہ کروں جسے میں آپ کے لئے بہتر سمجھتا ہوں۔ چونکہ میں مصری ہوں اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ اُس مصری کا قول یاد رکھیں جسے قرآن نے تاقیامت محفوظ کر لیا ہے:

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيْمَانَهُ أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَإِنْ يَكُ كَاذِباً فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقاً يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۔ (سورۃ غافر: 29)

اور فرعون کی آل میں سے ایک مومن مرد نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہ کیا تم محض اس لئے ایک شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے کھلے کھلے نشان لے کر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹا نکلا تو یقیناً اُس کا جھوٹ اُسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو جن چیزوں سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے کچھ ضرور تمہیں آ پکڑیں گی۔ یقیناً اللہ اُسے ہدایت نہیں دیا کرتا جو حد سے بڑھا ہوا (اور) سخت جھوٹا ہو۔

اس کے بعد جماعت کا تعارف، مختلف بلاد میں پھیلنے، تراجم قرآن اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے، اور صد سالہ جوبلی اور اس کے بعض پروگرامز کا بھی تفصیلی ذکر کیا، اور اسے جماعت کی صداقت کو قبول کرنے کی دعوت دی۔

القاعود صاحب خود تو اس خط کا جواب دینے سے قاصر رہے تاہم انہوں نے اپنے استاد فؤاد العطار کی مدد حاصل کی جنہوں نے ثابت صاحب کے پورے خط کی نص درج کرنے کے بعد اپنے معروف اوچھے انداز میں مختلف امور پر اعتراضات کئے جو انہوں نے قبل ازیں بھی اپنے دیگر آرٹیکلز میں بارہا بیان کئے ہیں۔ ان میں جو زائد بات تھی وہ انہوں نے خلافت جوبلی کے حوالے سے کہی۔ مصطفیٰ ثابت صاحب نے لکھا تھا کہ 2008ء میں جماعت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دوبارہ قیام پر سو سال پورے ہونے کی خوشی میں خلافت جوبلی منا رہی ہے۔ اس پر انہوں نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے جوبلی منانی ہے، میں نے اس سلسلہ میں آپ کی جماعت کا شائع کردہ اعلان بھی پڑھا ہے کہ وہ اس موقع پر مرزا مسرور احمد صاحب کو ایک ملین پونڈز کا تحفہ پیش کرنے کے لئے کوشاں ہے تاکہ وہ اسے جہاں چاہیں خرچ کریں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی جماعت دین کے نام پر لوٹ کھسوٹ کرنے والا لٹیروں کا ایک گروہ ہے۔

(http://www.odabasham.net/show.php?)

ان کی اس ہرزہ سرائی پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہی ان کی سوچ کی آخری حد ہے۔ لیکن یہ جان کر ان کے حسد کی آگ شاید دوچند بلکہ اڑھائی چند ہو گئی ہو گی کہ ایک ملین کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس پیاری جماعت کو اڑھائی ملین پونڈز اپنے آقا کے قدموں میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اب رہی ان کی بدظنی تو اس کا بہترین جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء کے دوسرے دن کے خطاب کا وہ حصہ ہے جہاں حضور نے اس خطیر رقم کے مصرف کے بارہ میں گفتگو فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں ان سب جماعتوں کا شکرگزار ہوں جنہوں نے ایک بڑی رقم پیش کی ہے۔ جن منصوبوں کے متعلق فکر تھی کہ وہ کیسے مکمل ہوں گے اب وہ اس رقم سے مکمل ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ جوبلی سال میں افریقہ کے ممالک میں مساجد اور مشن ہاؤسز میں اس رقم میں سے جو رقم خرچ ہو چکی ہے وہ تقریباً دس لاکھ 65 ہزار پاؤنڈز ہے۔ اسی طرح مسجد اقصیٰ قادیان کی توسیع کی گئی ہے۔ اب پانچ ہزار نمازیوں کے لئے گنجائش ہو گئی ہے۔ لائبریری کی بلڈنگ بنائی گئی ہے جس میں کئی لاکھ کتابیں رکھی جا سکتی ہیں۔ پریس، گیسٹ ہاؤسز وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ ان منصوبوں پر 8 لاکھ پاؤنڈز کے قریب خرچ ہوئے ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ یورپ میں مساجد ومشن ہاؤسز پر پانچ لاکھ پاؤنڈز خرچ ہوئے ہیں۔ بعض اور ممالک میں بھی اس فنڈ سے رقم خرچ ہوئی ہے''۔

اس پیار اور اخلاص سے دیئے گئے تحفہ کو پیارے آقا نے فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا کا نہایت ہی دلکش نمونہ پیش فرماتے ہوئے ایسے کاموں میں خرچ فرمایا کہ صدقہ جاریہ بن کر ہمیشہ کے لئے پوری جماعت کے لئے ثواب کا موجب بنتا رہے۔

دل کا بہلاوا

جماعت احمدیہ کی صد سالہ خلافت جوبلی پر بعض عرب مخالفین کو بڑی دور کی سوجھی اور انہوں نے اپنا حسد یوں نکالا کہ جوش میں آکر پیشگوئی کر دی کہ جماعت احمدیہ کی اس جوبلی کے سال 2008ء میں صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس عنوان سے ڈاکٹر ابراہیم محمد خان کے نام سے ایک شخص نے 23 اگست 2006ء کو ایک طویل مقالہ لکھا جس میں جملہ اعتراضات اور افتراءات کو درج کرنے کے بعد آخر پر یہ پیشگوئی بھی کر دی کہ 2008ء تک اہل سنت جماعت والے احمدیت کا پول کھولنے کے لئے ایک چینل کھول رہے ہیں جس کی بنا پر احمدیت کی جوبلی کا سال نحوست کے سال میں بدل جائے گا۔

(http://pulpit.alwatanvoice.com/articles/2006/08/23)

اس خبر کے نشر ہونے پر مکرم تمیم ابودقہ صاحب آف اردن نے اس پر تبصرہ لکھا جو آج تک اس ویب سائٹ پر موجود ہے۔ انہوں نے لکھا کہ ہم اس مزعومہ چینل کے شروع کرنے پر آپ کے شکرگزار ہیں کیونکہ یہ آپ کے جھوٹ اور سُوءِ خُلق کو دنیا کے سامنے مزید کھولنے کا سبب ٹھہرے گا اور جماعت احمدیہ کی تبلیغ کو پھیلانے کا باعث بنے گا۔ سن 2008ء قریب ہے اور آپ دیکھیں گے کہ جماعت ایک کامیابی سے دوسری کی طرف رواں دواں رہے گی۔ اور آپ خود ہی دیکھ لیں گے کہ انجام کار کون کامیاب وکامران ٹھہرتا ہے۔

جب جماعت احمدیہ کی خلافت جوبلی گزر گئی اور جماعت پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ آگے بڑھتی گئی تو 11 مئی 2009ء کو فلسطین کے احمدی مکرم علاء نجمی صاحب نے اس آرٹیکل پر تبصرہ لکھا جو اس ویب سائٹ پر موجود ہے کہ اے ڈاکٹر ابراہیم صاحب آپ کہاں ہیں؟ آج ہم 2008ء کے بعد 2009ء کے وسط میں آپہنچے ہیں اور جماعت پہلے سے بڑھ کر ترقی کی

منازل طے کرتی جا رہی ہے۔

19 جولائی 2009ء کو اسی صفحہ پر ایک شخص مکرم اسامہ صاحب نے تبصرہ لکھا کہ آرٹیکل کے لکھنے والے کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہم اکیسویں صدی میں ہیں۔ ان کے جھوٹ سن سن کر ہم تھک چکے ہیں۔ میں نو احمدی ہوں اور میرے احمدیت قبول کرنے کی بڑی وجہ آپ لوگوں کا جھوٹ ہے جو آپ بولتے جا رہے ہیں۔

پھر 10 اپریل 2010ء کو مکرم کمال صاحب نے مصر سے اس آرٹیکل پر تبصرہ لکھا کہ اب ہم سن 2010ء میں ہیں اور جماعت احمدیہ ترقی کی منازل طے کرتی جا رہی ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس عرصہ میں جماعت کے خلاف متعدد عربی چینل کھولے گئے لیکن تمام کے تمام ہی مالی یا دیگر مختلف اسباب کی وجہ سے بند ہوگئے ہیں اور ان میں سے جو بعد میں دوبارہ کھولے گئے تو انہیں نام بدلنا پڑا۔ جبکہ ایم ٹی اے العربیہ 3 اسی نام سے آج تک جاری ہے اور جاری رہے گا اِنشاء اللہ تعالیٰ۔

خطبات جمعہ کا عربی ترجمہ

خلیفۂ وقت کے خطبات جمعہ کا رواں عربی ترجمہ تو خلافت رابعہ کے زمانے سے جاری تھا لیکن عربی ویب سائٹ بننے اور ایم ٹی اے 3 العربیہ کے اجراء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریری طور پر خطبات جمعہ کا ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ شروع شروع میں تو آڈیو فائل سے سن کر ممبران عربی ڈیسک ترجمہ کرتے تھے جو ہفتہ کی رات کو مکمل ہوتا تھا اور پھر ایک عرب دوست کی آواز میں ڈبنگ ہو جاتی تھی لہٰذا اتوار کے دن خطبہ جب دوبارہ نشر ہوتا تو اس مفصل ترجمہ کی ڈبنگ کے ساتھ ہوتا تھا۔ نیز اس تحریری ترجمہ کی فائل تیار کر کے ویب سائٹ پر بھی ڈال دی جاتی تا کہ جو خطبہ سننے سے محروم رہ گئے ہوں وہ اسے پڑھ کر استفادہ کر سکیں۔ ازاں بعد پریکٹس ہو جانے کی وجہ سے ترجمہ کرنے کا وقت کم ہوتا گیا اور اب بفضلہٖ تعالیٰ اکثر ہفتہ کے روز ظہر تک ترجمہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت فروری 2008ء سے لے کر اب تک کے خطبات جمعہ اور اکثر خطابات کا تحریری ترجمہ ہماری ویب سائٹ پر موجود ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

کلمہ شکر کے طور پر عرض ہے کہ شاید خطبات کے ترجمہ کے کام میں تیزی کی ایک وجہ یہ بھی ٹھہری کہ جب رشین ڈیسک کا قیام عمل میں آیا تو انہوں نے بھی پیارے آقا کے ارشاد کے مطابق خطبات جمعہ کا ترجمہ شروع کیا۔ چنانچہ مکرم رانا خالد احمد صاحب انچارج رشین ڈیسک نے سابقہ رشین ریاستوں میں سے ایک ریاست میں ہمارے مبلغ سلسلہ مکرم سرفراز احمد باجوہ صاحب سے آڈیو فائل سے سن کر خطبہ لکھنے کے بارہ میں بات کی۔ باجوہ صاحب نہایت محنت سے دو تین گھنٹوں میں پورا خطبہ سن کر لکھ لیتے ہیں اور ہمیں بھی ارسال کر دیتے ہیں جس سے ترجمہ کرنا نہ صرف آسان ہو جاتا ہے بلکہ وقت بھی کافی حد تک بچ جاتا ہے، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ (باقی آئندہ)

سوال و جواب

(ذیل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مجلس عرفان میں پوچھے جانے والے بعض سوالات مع جوابات ہدیۂ قارئین ہیں)

اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے مراد

ایک دوست نے جو سرحد کے رہنے والے ہیں عرض کیا: **خدا کا حکم ہے کہ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی خدا رسول اور اُولِی الْاَمْر کی اطاعت کرو۔ اس جگہ اُولِی الْاَمْر سے کیا مراد ہے۔**

فرمایا: ہمارے نزدیک اُولِی الْاَمْر سے مراد حاکم وقت ہے۔ خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔

پھر فرمایا: اُولِی الْاَمْر کی حد بندی کرنا درست نہیں جس جگہ بھی کسی کو امر حاصل ہو وہ اس مقام کے لحاظ سے اُولِی الْاَمْر کہلا سکتا ہے۔ گھر میں باپ کو امر حاصل ہوتا ہے۔ مدرسہ میں استاد کو۔ دفتر میں افسر کو اور قضاء میں مفتی کو۔ پس اپنے اپنے دائرہ میں ان میں سے ہر ایک کو ہم اُولِی الْاَمْر کہہ سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ معمار اور ترکھان بھی اپنے اپنے فن میں اُولِی الْاَمْر ہوتے ہیں۔ اگر ایک کام کے متعلق واقف کار مستری کہے کہ اسے یوں کرنا چاہئے اور ایک ناواقف کہے کہ نہیں اسے یوں کرو تو ایسے موقعوں پر واقف مستری کی بات ہی ماننی چاہئے۔ اگر نہ مانی جائے تو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ غرض اپنی اپنی جگہ ہر وہ شخص اُولِی الْاَمْر ہوتا ہے جسے کسی چیز پر اقتدار حاصل ہو۔

الزام زنا میں شہادت

ایک صاحب نے **الزام زنا کے متعلق شہادت اور اس کے اثرات وغیرہ کے متعلق استفسار کیا۔** جس کے جواب میں حضور نے فرمایا:۔

دنیا کی سزا اصل میں فتنہ کو روکنے کے لئے ہے۔ وگرنہ اصل سزا مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن کا کام ہے۔ اسلام نے دنیا میں سزا صرف اس لئے رکھی ہے کہ فتنہ کا سدباب ہو جائے اور جس جگہ فتنہ مکمل نہ ہو وہاں سزا دینے کا کوئی حق نہیں۔ اگر الزام زنا میں چار گواہ شہادت دے دیں تو خواہ ملزم بے گناہ ہی ہو اسے سزا دے دی جائے گی۔ کئی مقدمات ایسے ہوتے ہیں کہ مجسٹریٹ مجرم سمجھ کر سزا دے دیتا ہے اور سزا دہی کے لئے شہادت بھی کافی ہوتی ہے مگر حقیقت میں سزا پانے والا بے گناہ ہوتا ہے۔ بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں جن میں ایک شاہد ہی کافی ہوتا ہے۔ مثلاً مَیں جا رہا ہوں اور مَیں نے دیکھا کہ زید بکر کو مار رہا ہے۔ پس اس کے لئے چار شاہدوں کی ضرورت نہیں۔ مَیں بحیثیت مجسٹریٹ خود اپنی شہادت پر ہی اسے سزا دے سکتا ہوں۔

دراصل وہ جرائم جن میں چار گواہوں کی شہادت اسلام میں قرار دی گئی ہے وہ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے جرائم ہیں اور ایسے جرائم میں گواہوں کو مجسٹریٹ خود نہیں بلا سکتا جب تک وہ خود بطور مدعی پیش نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہم فلاں بات کے گواہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ فلاں شخص پر مقدمہ چلایا جائے۔ لیکن مقدمہ شروع ہونے کے بعد اگر ان میں سے ایک بھی الزام لگانے سے انکار کر جائے تو باقی تین کو سزا ملے گی جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر پہلا ہی گواہ مکر جائے تو باقی اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی شہادت بند کر دیں اور کہہ دیں کہ ہم اب شہادت دینا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر پہلے وہ الزام زنا میں شہادت دے چکے ہوں اور چوتھا مکر جائے تو شہادت دینے والوں کو سزا دی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسی طرح ہوا تھا کہ تین گواہوں کے بعد جب چوتھے کی باری آئی تو اس کی شہادت مشتبہ پائی گئی۔ اس پر شہادت دینے والوں کو سزا دی گئی۔ دراصل شریعت کا منشایہ ہے کہ ایسی باتوں کی اشاعت نہ کی جائے۔

عرض کیا گیا کہ: **آیا قاضی کو کوئی بات بتانا بھی قذف کا مستحق بناتا ہے یا صرف لوگوں میں اشاعت کرنا۔**

فرمایا: رپورٹ کرنا اور چیز ہے۔ اس کے ماتحت دوسرا مجرم نہیں قرار پا سکتا۔ مگر مقدمہ کے طور پر اگر معاملہ لے جایا جائے اور پھر چار عینی گواہوں کے ذریعہ ثابت نہ کیا جائے تو یہ جرم ہے اور شریعت نے اس کی سزا رکھی ہے۔

عرض کیا گیا کہ: **کیا ایسی شہادت کو دوسروں سے مخفی رکھنے کا حکم ہے؟**

فرمایا: مجھے تو کوئی ایسا حکم نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے واقعہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو سننے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر حضرت علیؓ کی موجودگی بھی ثابت ہے۔ چنانچہ آتا ہے انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ چونکہ تینوں گواہ صحابی ہیں اس لئے انہیں سزا نہ دی جائے۔ مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مَیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتویٰ پر ضرور عمل کروں گا۔ بات یہ تھی کہ پہلے تین گواہوں نے تو الزام کی تائید میں گواہی دی۔ مگر چوتھے نے کہا کہ مَیں نے یہ واقعہ دیکھا تو ہے مگر مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کوئی غیر عورت تھی یا اس کی اپنی بیوی تھی۔ اس شہادت نے پہلے تینوں گواہوں کو سزا کا مستحق بنا دیا۔

دنیا کی عمر

ایک صاحب نے عرض کیا **یہ جو کہا جاتا ہے کہ دنیا کی عمر صرف چھ ہزار برس ہے کیا یہ درست قول ہے؟**

فرمایا: یہ عمر تو صرف موجودہ دَور کی بیان کی جاتی ہے۔ ساری دنیا کی عمر تو نہیں۔ اس وقت تک ہزاروں آدم گزر چکے ہیں اگر ہر آدم کا دور چھ ہزار برس ہی تسلیم کر لیا جائے تب بھی دنیا کی تخلیق پر کئی لاکھ برس گزر چکے ہیں۔ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی نے لکھا ہے۔ انہیں کشفاً بتایا گیا کہ اس وقت تک 46 ہزار آدم گزر چکے ہیں۔ اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی پیدائش پر لاکھوں برس گزر چکے ہیں۔ پس یہ قطعاً صحیح نہیں کہ صرف چھ ہزار برس سے اس دنیا کی ابتداء ہوئی اور اس سے پہلے کچھ نہیں تھا۔ آثار قدیمہ کے محققین نے پندرہ، پندرہ ہزار برس پہلے کے نشانات نکالے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خیال کہ دنیا کی عمر کل چھ ہزار برس ہے۔ صحیح نہیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل 16 جون 1931ء)

چور کی سزا

سوال:۔ شریعت نے چور کی جو یہ سزا تجویز کی ہے کہ اس کے ہاتھ کاٹے جائیں۔ یہ ہر چور کی سزا ہے یا مشہور اور نامی چور کی؟۔

جواب:۔ میرا یہی خیال ہے۔ یہ سزا عادی چور کے متعلق ہے۔ یعنی ایسے چور کے لئے جس پر سارق کا لفظ عرف عام میں استعمال کیا جا سکے۔

سوال:۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ چور کی تو یہ سزا رکھی گئی ہے کہ اس کے ہاتھ کاٹے جائیں مگر خائن کو ایسی سزا نہیں دی گئی حالانکہ بعض اوقات خائن چور سے بھی زیادہ نقصان پہنچا دیتا ہے؟

جواب:۔ یہ اس لئے کہ خائن کے متعلق ہمارا اپنا اختیار ہوتا ہے چاہے ہم اس کے پاس اپنا مال امانتاً رکھیں چاہے نہ رکھیں اور جب ایک دفعہ کسی شخص کی خیانت لوگوں پر واضح ہو جائے تو ناممکن ہے کہ کوئی دوسرا اس کے پاس پھر مال بطور امانت رکھے۔ لیکن چور کے متعلق ہمارا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ وہ بغیر ہمارے علم کے آتا اور مال چرا کر لے جاتا ہے پس اس وجہ سے خائن کے لئے وہ سزا تجویز نہیں کی گئی جو چور کے لئے رکھی گئی ہے کیونکہ چور پر ہمارا اپنا اختیار نہیں ہوتا۔ انسان بے بس ہوتا ہے اور لاعلمی میں اس کا مال چرا لیا جاتا ہے۔ لیکن خائن کے متعلق دنیا کو علم ہو جاتا ہے کہ یہ امین نہیں۔ اس لئے جب یہ علم ہو جاتا ہے تو کوئی شخص اس کے پاس امانت رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور اگر رکھے تو یہ اس کا اپنا قصور ہوگا۔ پس چونکہ ان دونوں میں فرق ہے اس لئے سزا بھی علیحدہ علیحدہ رکھی گئی۔

قیامت کب ہوگی؟

سوال:۔ شریعت نے قیامت کے متعلق اس طرح کا کچھ انکشاف کیا ہے یا نہیں کہ وہ کتنے عرصہ کے بعد ہوگی؟

جواب:۔ حضرت مسیح موعودؑ نے سات ہزار سال کا ایک دور قرار دیا ہے اس کے بعد ایک قیامت آ جاتی ہے لیکن اس قیامت سے مراد تغیر عظیم ہے۔ یعنی اتنے عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا فرماتا ہے۔ اس قیامت میں زمین و آسمان کا قیام ویسے ہی رہتا ہے جیسے اب ہے صرف ایک دور دوسرے دور میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ مگر وہ قیامت جسے قیامت کبریٰ کہا جاتا ہے اسے سارے انبیاء قریب کہتے چلے آئے ہیں۔ ممکن ہے وہ اب ہزار سال کے بعد آ جائے اور ممکن ہے اس میں ابھی کافی عرصہ ہو۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل 30/مارچ 1931ء)

تیسرا انٹرنیشنل مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ

جماعت احمدیہ یوکے، کے زیر اہتمام تیسرا انٹرنیشنل مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ مورخہ 22,21,20 مئی 2011ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ۔ اکثر ممالک کے اُمراء کی خدمت میں Invitation Letter ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی کو لیٹر نہ مِلا ہو تو وہ امیر صاحب جماعت احمدیہ یوکے سے رابطہ کریں۔

نیز یوکے کے کرکٹ کے کھلاڑیوں سے بھی درخواست ہے کہ ٹیم میں شمولیت کیلئے اپنے ریجنل امیر صاحب یا صدر صاحب خدام الاحمدیہ یوکے سے رابطہ کریں۔ مزید معلومات کے لئے صدر مجلس صحت کے فون نمبر 07950220637 یا سیکرٹری مجلس صحت یوکے کے فون نمبر 07882835227 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

(سیکرٹری مجلس صحت یوکے)

خطبہ جمعہ

اے دشمنانِ احمدیت! جو دنیا کے کسی بھی کونے میں بس رہے ہو۔ تم احمدی پر جو بھی ظلم روا رکھنا چاہتے ہو رکھ لو لیکن ہمیں ہمارے ایمانوں سے سرِ مو ہٹا نہیں سکتے۔ ہر جگہ کے احمدی سے تم یہی جواب سنو گے کہ فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ تم جو کر سکتے ہو کر لو۔ ہمیں ہمارے ایمانوں سے نہیں پھیر سکتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

انڈونیشیا میں جماعت کے ابتدائی حالات اور مخالفتوں اور انڈونیشین احمدیوں کے صبر واستقامت کے عظیم الشان نمونوں کا تذکرہ

حال ہی میں چِک یُوسِک (انڈونیشیا) میں نہایت ظالمانہ اور سفّاکانہ طور پر شہید کئے جانے والے تین احمدیوں مکرم توباکوس چاندرا مبارک صاحب، مکرم احمد ورسونو صاحب اور مکرم رونی پسارانی صاحب کا ذکرِ خیر۔

یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جو آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں۔

مردان میں پنجاب رجمنٹ پر خودکش حملہ کے دوران ایک احمدی نوجوان منیر احمد کی شہادت۔

شہداء انڈونیشیا اور مکرم منیر احمد صاحب کی نماز جنازہ غائب۔

احباب جماعت کو صبر اور دعاؤں کی خصوصی تلقین

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 11رفروری 2011ء بمطابق 11رتبلیغ 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ۔ وَبَشِّرِالصّٰبِرِيْنَ۔ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اُوْلٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ۔ وَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔

(سورة البقرہ آیات 154تا 158)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے صبر اور صلوة کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں اُن کو مُردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے۔ اُن لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے برکتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

گزشتہ دنوں انڈونیشیا میں درندگی اور سفّاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخالفینِ احمدیت نے جو تین احمدیوں کو شہید کیا ہے اُس سے ہر احمدی غمزدہ ہے۔ لیکن جیسا کہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا بحیثیت جماعت بھی اور ہر احمدی کا ایک مومن ہوتے ہوئے بھی یہی طریق رہا ہے کہ ہم صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جان، مال اور ہر قسم کے نقصان کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے برداشت کرتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآاِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہ یقیناً ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی مومنین کی اللہ تعالیٰ نے نشانی بتائی ہے۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، انہیں آج احمدیوں سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے۔ دشمن بار بار ہم سے یہ سلوک کرتا ہے اور ہم بار بار ان آیات کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے دہراتے رہتے ہیں۔ جان، مال کی قربانیاں چاہے انڈونیشیا کا احمدی دے رہا ہو، یا پاکستان کا احمدی دے رہا ہو، یا کسی اور ملک کا احمدی دے رہا ہو، جو مومنانہ شان کا مظاہرہ کرنے کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے ایک احمدی کے دل میں پھونک دی ہے وہ ہر جگہ کے رہنے والے احمدی میں ایک قدر مشترک ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاطر جو نقصان پہنچایا جا رہا ہے، خدا تعالیٰ کی خاطر جو ہم سے قربانی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی جواب کی تلقین فرمائی ہے اور اسی جواب کا عملی مظاہرہ ہمارے آقا و سید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور یہی روح آپ نے اپنے صحابہ میں پھونک دی تھی جنہوں نے اس کے عملی نمونے دکھائے۔ بلکہ ہر نبی کے ماننے والے پر جب اس کے دشمنوں نے زندگیاں تنگ کیں، ہر زمانے کے فرعون نے جب ایمان لانے والوں کو جان سے ہاتھ دھونے یا اپنے ایمان سے پھر جانے میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کی شرط رکھی تو ایمان لانے والوں نے ہمیشہ اپنے ایمان کی مضبوطی کا ہی اظہار کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں بھی جب شعبدہ دکھانے والوں پر یہ ظاہر ہو گیا کہ ہمارے جادو کے مقابلے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام جو پیش کر رہے ہیں وہ دنیاوی جادو نہیں ہے بلکہ تائید الٰہی ہے اور ایک ایسا نشان ہے جس کا دنیاوی تدبیروں سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جب اُن پر یہ حقیقت کھل گئی کہ جو پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام دے رہے ہیں وہ الٰہی پیغام ہے تو وہ اس پر فوراً ایمان لے آئے۔ اس پر فرعون کی فرعونیت کو بڑی ٹھیس پہنچی۔ غصہ سے لال بھبھوکا ہو گیا۔ اُس نے کہا کہ تمہارے اس فعل کی میں تمہیں ایسی عبرتناک سزا دوں گا جو ہمیشہ یاد رہے گی تو اس پر ایمان لانے والوں نے فرعون کو یہی جواب دیا تھا کہ ہم تمہیں خدا تعالیٰ کے نشانات پر فوقیت نہیں دے سکتے، خدا تعالیٰ پر ایمان پر فوقیت نہیں دے سکتے۔ فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ۔ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (طٰہٰ:73)۔ یعنی پس ہمارے ایمانوں کو پھیرنے کے لئے تو جتنا زور لگا سکتا ہے لگا لے۔ تُو صرف ہماری اس دنیاوی زندگی کو ہی ختم کر سکتا ہے۔ لیکن ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان ہو کر ہمیں جو ملنے والا ہے وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے جس کا تیری بادشاہت تصور بھی نہیں کر سکتی۔ پس اگر موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے اس ایمان کا مظاہرہ کر سکتے ہیں تو ہم تو اُس افضل الرسل اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کے ماننے والے ہیں جس پر کامل شریعت اتری، جس پر عمل کرنے سے ہم ایمانوں کی انتہا تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے اُس مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں جس نے ایمان ثریا سے لاکر پھر ایک سلسلہ نشانات کے ذریعہ ہمارے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ پس کیا ہم آج کے فرعونوں یا فرعون کے چیلوں سے ڈر کر اپنا ایمان ضائع کر دیں گے؟ جبکہ ہمیں تو خدا تعالیٰ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْن کی خوشخبری دے رہا ہے۔ ہمیں ہمارے صبر کے مظاہروں اور جان کے نذرانے پیش کرنے پر ہمیشہ کی زندگی کی بشارت دے رہا ہے۔ پس جو لوگ ایمان کی اس حالت پر پہنچے ہوں انہیں نہ دھمکیاں اپنے نیک مقاصد سے ہٹا سکتی ہیں، نہ ظلم و بربریت کی انتہا اپنے ایمانوں پر قائم رہنے سے روک سکتی ہے۔ پس اے دشمنانِ احمدیت! جو دنیا کے کسی بھی کونے میں بس رہے ہو، تم احمدی پر جو بھی ظلم روا رکھنا چاہتے ہو رکھ لو لیکن ہمیں ہمارے ایمانوں سے سرِ مُو ہٹا نہیں سکتے۔ ہر جگہ کے احمدی سے تم یہی جواب سنو گے کہ فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ تم جو کر سکتے ہو کر لو۔ ہمیں ہمارے ایمانوں سے نہیں پھیر سکتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

انڈونیشیا کے احمدیوں نے بھی دشمن کو یہی جواب دیا۔ وقتاً فوقتاً ان لوگوں کو پہلے دھمکیاں مل رہی تھیں لیکن ایمان کی دولت سے مالا مال ان لوگوں نے ان دھمکیوں کی ذرا سی بھی پروا نہیں کی۔ یہ چھوٹی سی جماعت ہے جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ صرف تیس افراد پر مشتمل کُل جماعت ہے جس میں عورتیں بچے شامل ہیں۔ سات فیملیز ہیں۔ صرف سات خاندان ہیں۔ لیکن یہ سب اس بات پر دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر راضی نہ تھے کہ جماعت سے علیحدگی کا اعلان کریں اور ان نام نہاد مُلّاؤں کے پیچھے چل پڑیں۔ اُس وقت وہاں مُلّاں کا یا جواُن کے چیلے تھے اُن کا سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا کہ اپنے معلم کو یہاں سے نکالو جبکہ معلم کوئی غیر نہیں تھا۔ کوئی باہر سے آیا ہوا نہیں تھا۔ بلکہ اُسی قصبے کا رہنے والا تھا۔ وہیں کا باشندہ تھا۔ بہرحال جب مخالفت حد سے زیادہ بڑھنی شروع ہوئی تو ساتھ کی جماعتوں کے بیس خدام مختلف وقتوں میں ڈیوٹی کے لئے وہاں آیا کرتے تھے۔ وہ وہاں مشن ہاؤس میں آ کر بیٹھتے تھے کہ یہ لوگ کہیں مشن ہاؤس پر قبضہ نہ کر لیں۔ کیونکہ عموماً پولیس کی پشت پناہی ان کو حاصل ہے اور ہمارے ساتھ ان لوگوں کا یہی طریق رہا ہے کہ جب ہم انتظامیہ کے کہنے پر یا لوگوں کی وجہ سے اپنا کوئی مکان یا مشن ہاؤس یا مسجد خالی کرتے ہیں تو انتظامیہ اس پر تالے لگا دیتی ہے یا لوگوں کو قبضہ کروا دیتی ہے یا خود بھی اگر یہ قبضہ کر لیں تو انتظامیہ اُسے خالی نہیں کرواتی۔ یہ گزشتہ کئی سال سے تجربہ ہو رہا تھا۔ اس لئے اب اُس کے بعد سے یہی فیصلہ ہوا ہے کہ جو بھی گزر جائے ہم نے کبھی بھی جگہ خالی نہیں کرنی۔ ہمارے لوگ مشن ہاؤس میں تھے اور اندر بیٹھے تھے۔ ان ظالموں نے جب حملہ کیا ہے تو اندر جا کر درانتیوں اور ٹوکوں اور چاقوؤں اور ڈنڈوں سے احمدیوں کو زخمی کر کے کھینچتے ہوئے باہر لے آئے جبکہ پولیس بھی باہر کھڑی تھی اور یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ سب نے یہ خبر سن لی ہے کہ تین احمدیوں کو شہید کیا اور پانچ کو زخمی کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے افرادِ جماعت کی ایمانی حالت اُسی طرح مضبوط ہے بلکہ زیادہ مضبوط ہے۔ یہ سب کچھ انتہائی ظالمانہ طریق پر کیا گیا۔ زمانہ جاہلیت کے کفار کی مثال قائم کر دی گئی۔ افسوس کہ ان نام نہاد ظالم مسلمانوں نے ہمیشہ کی طرح اُس رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن کے نام پر یہ کیا ہے جو رحمتیں بانٹنے آیا تھا۔ جس عظیم نبی نے جنگ میں بھی بعض اصول مقرر فرمائے تھے کہ ان کی پابندی کی جائے۔ جس نے جنگ کے جرم میں ملوّث مقتولوں کے بارہ میں بھی یہ ہدایت دی تھی کہ ان کا مُثلہ نہیں کرنا جو عرب میں عام رواج تھا۔ کیونکہ یہ کسی بھی طرح سے مناسب نہیں ہے کہ لاشوں کی بےحُرمتی کی جائے۔ مذہب تو ایک طرف، انسانیت کے ادنیٰ اصولوں کے بھی یہ خلاف ہے۔ لیکن ہمارے احمدیوں پر حملہ کرنے والے ان ظالموں نے ایسے ظالمانہ طور پر لاشوں کی بےحُرمتی کی ہے کہ لاشیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ پہلے جو رپورٹ آئی تھی اُس میں غلطی سے کچھ دوسرے لوگوں کا نام دے دیا گیا تھا۔ پھر جب دوبارہ پہچان کی گئی تو پتہ لگا کہ نہیں، یہ تو اور لوگ ہیں۔ اُن کے عزیزوں نے آ کر پھر مختلف نشانیوں سے اُن لاشوں کو پہچانا۔ ان لوگوں نے تو لاشوں کی بےحُرمتی میں کفّار کو بھی مات کر دیا تھا۔ ہمارا دل ان کی حرکتوں پر جو ہمارے پیاروں کی شہادت اور اُن کی لاشوں سے بےحُرمتی پر انہوں نے کیں، بےشک غمزدہ تو ہے اور بےقرار ہے لیکن سب سے بڑا ظلم جو ان لوگوں نے کیا، جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا، وہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے آقا و مولیٰ اور محسنِ انسانیت اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کیا گیا۔ یہ اس قدر ظالمانہ کام تھا کہ ملکی اور غیر ملکی دونوں پریس نے اس کی خبریں دی ہیں اور ویڈیو دکھانے سے اس لئے انکار کر دیا کہ یہ جو انسانیت سوز نظارے ہیں، جو مناظر ہیں، یہ ہم نہیں دکھا سکتے۔ الجزیرہ چینل جو عموماً اس قسم کی خبریں دے دیتا ہے، اس حرکت پر تو اس نے بھی کانوں کو ہاتھ لگایا۔ الجزیرہ نے اپنی خبر میں بتایا کہ یہ ایک خوفناک اور دردناک منظر تھا۔ پولیس کھڑی تھی اور ایک جلوس احمدیوں کے گھروں پر حملہ آور تھا۔ کہتا ہے پھر قتل و غارت شروع ہوتی ہے اور تین آدمیوں کو ننگا کر کے پتھروں اور لاٹھیوں سے اور چاقوؤں اور نیزوں سے مارا گیا۔ یہ کہتا ہے کہ اس کی جو فوٹیج (Footage) بنائی گئی ہے، جو تصویریں کھینچی گئی ہیں وہ ایسی نہیں کہ دکھائی جا سکیں۔

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن نے کہا ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو یہ ظالمانہ کارروائی ہوئی ہے اس کو مقامی لوگ انڈونیشین علماء کونسل کے فیصلہ کے مطابق صحیح سمجھتے ہیں۔ مقامی لوگوں سے مراد وہ جو کرنے والے تھے۔ یہ ہیں آج کل کے علماء جو آج سے ہزاروں سال پہلے کے جاہلانہ اور ظالمانہ کاموں کو اسلام کے نام پر کرنے کی مسلمانوں کو ترغیب دلا رہے ہیں۔ The Economist ایک رسالہ ہے، اُس نے لکھا ہے کہ یہ ظلم مسلمانوں اور عیسائیوں کی لڑائی کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ مسلمان کہلانے والوں نے مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ پھر لکھتا ہے کہ اگر کسی میں اس ظالمانہ عمل کی فلم دیکھنے کی طاقت ہو تو دیکھو گے کہ یہ ظالمانہ قتل و غارت گری بالکل مختلف قسم کی تھی جو آج کل کی تعلیم یافتہ اور مہذب دنیا سے بعید ہے۔ پھر لکھتا ہے کہ جس نے دوسرے شہریوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہمارے بہت سارے احمدیوں نے بھی اس کی ویڈیو دیکھی ہے اور جس نے بھی دیکھی ہے مجھے یہی لکھا ہے کہ ایک آدھ منٹ سے زیادہ ہم دیکھ نہیں سکے۔ ایک خاتون نے لکھا کہ مَیں نے بچوں سے چھپ کر دیکھی اور رونے لگی اور بچے پریشان تھے کہ کیا وجہ ہے؟ ہماری ماں کیوں رو رہی ہے؟

اسی طرح ایک الجیرین احمدی میرے پاس آئے اور ذکر کرتے ہی دھاڑیں مار مار کر رونے لگ گئے۔ اُس کا ایسا خوفناک نقشہ ہے کہ آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن ان لوگوں نے اپنے بچوں تک کے دل اتنے سخت کر دیئے ہیں کہ وہاں کھڑے سارے نظارے پر وہ تالیاں بجاتے رہے۔ نیو یارک ٹائمز، فنانشل ٹائمز، ان سب نے تقریباً اسی طرح کی خبریں لکھی ہیں۔

جاکرتا پوسٹ جو اُن کا اخبار ہے، اُس میں ایک مضمون نگار کا مضمون ہے، وہ لکھتا ہے کہ ’’جماعت احمدیہ کے افراد پر تازہ حملہ جس وجہ سے بھی ہوا، لیکن یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں اقلیتی گروپ کے لئے کسی بھی قسم کے مہذب جذبات اور خیالات نہیں ہیں۔ جبکہ یہ احمدی بھی اور دوسرے مذہبی گروپ بھی تعمیرِ وطن میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ انڈونیشیا کی تعمیر میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ لکھتا ہے کہ یہ افسوسناک واقعہ انڈونیشیا کی تاریخ کا ہمیشہ کے لئے ایک انمٹ حصہ بن چکا ہے۔ پھر لکھتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ کی تعلیم غیر اسلامی ہے اس لئے ان کو جینے کا کوئی حق نہیں، یہ سب لوگ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں یا بھٹکا دیئے گئے ہیں۔ پھر لکھتا ہے کہ بیسویں صدی کی نئی سوچ اور ترقی پسند سوچ احمدی سکالرز نے ہی انڈونیشیا کو دی ہے۔ کہتا ہے کہ ہمارے لیڈروں نے جن میں صدر سوئیکارنو بھی شامل ہیں، قرآنِ کریم کا ترجمہ جماعتِ احمدیہ کے سکالر کا ہی لکھا ہوا پڑھا ہے۔ جس سے ان کو قرآنِ کریم کی سمجھ آئی، جس سے ان کے علم میں اضافہ ہوا۔ پھر لکھتا ہے کہ ہم اس اقلیتی گروپ کے یقیناً شکرگزار ہیں۔ جماعت احمدیہ کی اس ملک کے لئے خدمات انمول ہیں۔ یہ اس مضمون کا خلاصہ ہے جو مَیں نے بیان کیا ہے۔ یہ لکھنے والے جوگ جاکرتا کی اسلامی یونیورسٹی کے ایک لیکچرر ہیں۔ بہرحال جکارتہ پوسٹ، جکارتہ گلوب وغیرہ نے اس حوالے سے یہ خبریں شائع کی ہیں۔ اور بڑی سختی سے اس عمل کو اور اس حرکت کو ردّ کیا ہے اور حکومت کو توجہ دلائی ہے۔ کم از کم وہاں کے میڈیا اور پڑھے لکھے لوگوں میں یہ جرأت تو ہے کہ ظلم کے خلاف انہوں نے آواز اٹھائی ہے۔ کچھ بولنے والے ہیں جس سے قوم کی بہتری کی کوئی امید کی جا سکتی ہے۔ کاش کہ یہ جرأت پاکستان کے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی پیدا ہو جائے اور پریس میں بھی پیدا ہو جائے۔

جماعت احمدیہ کی مخالفت انڈونیشیا میں کوئی نئی نہیں ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے الٰہی جماعتوں سے طاغوتی طاقتوں کا سلوک رہا ہے، شیطان کا سلوک رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی بھی کسی نہ کسی رنگ میں خاص طور پر اسلامی ممالک میں مخالفت ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہتی ہے۔ اور انڈونیشیا میں جماعت کے قیام سے ہی یہ مخالفت رہی ہے۔ ہمیشہ مُلّاں راہِ راست سے ہٹا رہا ہے اور انڈونیشیا میں اُس نے جماعت کی ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ مُلّاں کا تو خیر طریقہ ہی یہی ہے۔ وہ کسی بھی ملک کا مُلّاں ہو، اُس نے حق کو نہیں ماننا کیونکہ ان کے اپنے مفادات ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ حق کو قبول کر لیں گے تو ان کی روزی بند ہو جائے گی، اُن کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔ اُن کے علم کی اصلیت ظاہر ہو جائے گی۔

بہرحال مَیں آج جماعت انڈونیشیا کی ابتدائی مختصر تاریخ اور ظلموں کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ پھر شہداء کا ذکر کروں گا۔ انڈونیشیا میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز اور احمدیت کا نفوذ الٰہی تصرفات کے موجب عجیب رنگ میں ہوا ہے۔ اس ملک کو یہ اعزاز اور فخر حاصل ہے کہ اس کے چار افراد کو جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان میں جا کر خود احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کوئی مبلغ انڈونیشیا نہیں گیا جس نے وہاں جماعت قائم کی بلکہ چار افراد خود قادیان آئے اور وہ اس مقصد کے لئے نہیں آئے تھے کہ احمدی ہوں گے بلکہ پھرتے پھراتے آئے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ 1923ء میں سماٹرا کے چار نوجوان محترم مولوی ابوبکر ایوب صاحب، مولوی احمد نورالدین صاحب، مولوی زینی دَحلان صاحب اور حاجی محمود صاحب دینی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

تعلیم کے حاصل کرنے کے لئے سماٹرا سے ہندوستان آئے۔ خدا کی تقدیر انہیں کلکتہ، لکھنؤ اور لاہور کے بعد قادیان کھینچ لائی۔ اگست 1923ء میں یہ چاروں نوجوان قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ ہماری دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی درخواست قبول فرماتے ہوئے اُن کی تعلیم کا بندوبست فرمایا اور دورانِ تعلیم ہی ان پر احمدیت کی حقیقت وصداقت ظاہر ہوئی اور انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔ قادیان میں بیعت کرنے والے انڈونیشین نوجوانوں نے بیعت کے بعد پھر احمدیت کے نور سے جلد اپنے ملک کو بھی منور کرنے کی کوشش کی۔ وہیں بیٹھے بیٹھے قادیان سے ہی انہوں نے اپنے رشتے داروں کو تبلیغی خطوط لکھنے شروع کر دیئے اور اس طرح انڈونیشیا میں تبلیغ کے لئے راہ ہموار ہونا شروع ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب 29 نومبر 1924ء کو یورپ کے دورے سے واپس گئے ہیں تو ایک استقبالیہ حضور کے اعزاز میں دیا گیا۔ اس دعوت میں ان طلباء نے جو انڈونیشیا سے آئے تھے حضور سے یہ استدعا کی کہ حضور! مشرق کے اِن جزائر کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ اُس وقت حضور نے وعدہ فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مَیں خود یا میرا کوئی نمائندہ آپ کے ملک میں جائے گا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے حضرت مولوی رحمت علی صاحب کا انتخاب فرمایا اور آپ کو وہاں بھیجا جو سمندری جہاز کے راستے سفر کرتے ہوئے ستمبر 1925ء میں اس ملک میں پہنچے۔ اور سب سے پہلے سماٹرا میں آچیہ کی ایک چھوٹی سی بستی ''تاپاتُو آن'' (Tapatuan) میں وارد ہوئے۔ وہاں کی تہذیب و معاشرت اور تھی۔ زبان مختلف تھی۔ غیر لوگ تھے۔ اپنا جاننے والا بھی کوئی نہ تھا۔ لیکن یہ تمام ابتدائی مراحل اور مشکلات حضرت مولوی صاحب کی ہمت اور ارادہ میں فرق نہ ڈال سکے اور زبان سیکھنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے انفرادی تبلیغ بھی شروع کر دی۔ پھر علماء سے بحث مباحثے اور مناظرے بھی شروع ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت سے نوازا اور چند ماہ میں ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے انڈونیشیا کی پہلی جماعت قائم ہو گئی اور آٹھ افراد نے بیعت کی۔ اس کے بعد مزید بیعتیں ہوتی چلی گئیں۔ بہرحال ایک لمبی تفصیل ہے۔ حضرت مولوی صاحب کو جیسا کہ مَیں نے کہا آغاز میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک زبان کا مسئلہ، پھر مخالفتیں بھی شروع ہوئیں اور تہذیب وغیرہ مختلف تھی، تمدنی روایات مختلف تھیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ مولوی صاحب نے اس پر قابو پا لیا۔ علماء نے وہاں یہ فتویٰ دے دیا کہ احمدیوں کی کتب اور مضامین نہ پڑھے جائیں اور نہ ہی ان کے لیکچر سنے جائیں۔ جب مقامی احمدیوں کی تعداد بڑھنے لگی تو وہاں کے لوگوں نے مقامی احمدیوں کا بائیکاٹ کرنا شروع کر دیا حتی کہ اخبارات والے بھی کوئی خبر چھاپنے کے لئے تیار نہ تھے۔ کوئی مضمون چھاپنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ مخالفت اس حد تک بڑھ گئی کہ لوگوں کے تین تین ہزار کے مجمعے مولوی صاحب کی رہائش گاہ کے آگے کھڑے ہو کے نعرے بازی اور ہلّڑ بازی کرتے تھے اور طرح طرح کے دل آزار نعرے لگاتے تھے اور گالیاں دیتے تھے۔

بہرحال اس کے بعد پھر حاجی محمود صاحب بھی وہاں آ گئے۔ مولویوں نے کسی طرح زبردستی اُن سے یہ بیان لکھوالیا کہ میں احمدیت چھوڑتا ہوں اور اس پر ایک اشتہار شائع کروا دیا اور بڑا شور پڑا۔ اس کے بعد مولوی صاحب کی مخالفت اور بھی زیادہ شدت سے شروع ہو گئی۔ لیکن بہرحال حاجی محمود صاحب بعد میں سنبھل گئے اور علماء کی چالوں سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا۔ اور جب علماء کو یہ پتہ لگا کہ ہمارا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے تو متفقہ طور پر حضرت مولوی رحمت علی صاحب کو ملک بدر کرنے کے لئے کوششیں شروع کر دیں اور حکومت کے افراد اور نمائندوں تک گئے۔ لیکن حکام نے انہیں کہہ دیا کہ ہم مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہیں کریں گے۔ بہرحال یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ دسمبر 1927ء میں پاڈانگ میں غیر احمدی علماء کے ساتھ ایک مباحثہ ہوا جس میں بڑے علماء اور مشائخ اور اخباروں کے ایڈیٹر اور حکومتی عہدیدار موجود تھے۔ اس مباحثے میں جماعت احمدیہ کے مبلغ کو ان میں برتری حاصل رہی اور جیسا کہ مقدر تھا یہ ہونا ہی تھا۔ مخالف علماء کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس کے نتیجے میں احمدیت کی تبلیغ کی راہ ہموار ہو گئی۔ اس دوران میں انڈونیشیا میں تیسری جماعت ڈوکو (Doko) کے مقام پر قائم ہوئی۔

حضرت مولوی رحمت علی صاحب اکتوبر 1929ء میں واپس قادیان تشریف لائے اور 1930ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دوبارہ ان کو سماٹرا جانے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت مولوی صاحب نے حضور کی خدمت میں اپنی معاونت کی غرض سے ایک مزید مبلغ بھجوانے کی درخواست کی۔ اس درخواست کو حضور نے قبول فرماتے ہوئے محترم مولوی محمد صادق صاحب کو آپ کے ساتھ انڈونیشیا جانے کا ارشاد فرمایا اور پھر یہ دونوں انڈونیشیا گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد 4صفحہ539. نظر ثانی شدہ ایڈیشن)

انڈونیشیا میں جیسے جیسے احمدیت کو فروغ حاصل ہوتا جا رہا تھا احمدیت کی مخالفت میں بھی اضافہ ہونے لگا۔ ابتداء تین جماعتوں کو ابتلا کا سامنا کرنا پڑا۔ 'تاپک تو آن' کی جماعت پر وہاں کے راجہ کی طرف سے ابتلا وارد کیا گیا اور احمدیوں کو باقاعدہ نماز کی ادائیگی سے روک دیا گیا۔ (وہاں کا جو مقامی راجہ تھا اُس نے روک دیا) جمعہ کی نماز کی ممانعت کر دی گئی اور تبلیغ عام بند کر دی گئی۔ یہ تمام سختیاں اُن پر عائد کر دی گئیں۔ 'لہوسوکن' کی جماعت کو بھی وہاں کے راجہ نے ظلم کا تختہ مشق بنایا اور سب کو مجبور کیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ کذّاب اور دجّال کہیں ورنہ انہیں اس جگہ سے نکال دیا جائے گا۔ ایک احمدی مکرم گرو علی صاحب کو ان کے عہدے سے معزول کر دیا گیا۔ تنکو عبدالجلیل اور ان کے چھوٹے بھائی کو احمدی ہونے کی بنا پر گاؤں سے نکال دیا گیا۔ بہرحال مولوی ابوبکر ایوب صاحب بھی اس دوران میں فارغ ہو کے قادیان سے وہاں آ گئے تھے۔ تو آپ ''کِسارَن'' کے علاقے میں تبلیغ کر رہے تھے۔ آپ پر تبلیغ کی پابندی عائد کر دی گئی۔ ایک روز رات بارہ بجے کے بعد شہر کا ایک سرکردہ پولیس افسر پولیس کے ہمراہ وہاں کے سلطان کے حکم سے آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آیا۔ اُس نے اس وقت کے حاضر افراد کے نام نوٹ کر لئے اور کہا کہ آپ اور آپ کے ساتھی صبح چیف ڈسٹرکٹ صاحب کے پاس دفتر میں حاضر ہو جائیں۔ صبح جب محترم مولوی صاحب اور آپ کے ساتھی دفتر مذکور پہنچے تو آپ پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ چیف صاحب سوالات کر کے گرفت کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولوی صاحب انتہائی فراست اور حکمت سے تمام سوالوں کے جواب دیتے رہے اور اس کا چیف جسٹس آفیسر جو تھا اُس پر بڑا اچھا اثر ہوا۔ کہتے ہیں اُس وقت اس کی حاکمانہ صورت جاتی رہی اور پھر وہ دلچسپی اور خندہ پیشانی کے ساتھ تقریباً آدھا گھنٹہ احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کرتا رہا اور بعد میں بڑی عزت سے ان سب کو رخصت کر دیا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ انڈونیشین مضمون نگار نے انڈونیشیا کے بنانے میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کیا تھا، اس کا مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔ یہ تو ذکر پہلے ہو گیا کہ جماعت کس طرح وہاں قائم ہوئی؟ کیا کیا مشکلات شروع دور میں ہوتی رہیں؟ ہمیشہ سے یہاں مخالفت رہی ہے۔ بہرحال پھر جماعتی خدمات کیا تھیں؟ اس بارے میں مختصر بیان کرتا ہوں کہ تحریکِ آزادی انڈونیشیا کے حق میں برصغیر پاک و ہند سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُرزور آواز بلند کی اور دوسرے مسلمانوں کو بھی تحریک کی کہ وہ مسلمانانِ انڈونیشیا کی تحریکِ آزادی کی زبردست تائید کریں۔ اس کا اظہار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 16/اگست 1946ء کے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔ حضور کی اس تحریک کے بعد قادیان کے مرکزی پریس کے علاوہ دنیا بھر کے احمدی مشنوں کو بھی انڈونیشیا کی تحریکِ آزادی کے حق میں مؤثر آواز بلند کرنے کے لئے کہا گیا۔ یہاں تک کہ بالآخر انڈونیشیا کو آزادی مل گئی۔ اس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ جاپانی حکومت کے خاتمہ پر ڈاکٹر سوئیکارنو نے 17 اگست 1945ء کو انڈونیشیا کی آزادی کا اعلان کر دیا اور ڈچ حکومت کے خلاف سارے ملک میں آزادی کی جنگ لڑی جانے لگی۔ اس موقع پر مبلغینِ احمدیت اور دوسرے احمدیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے ماتحت تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا اور مبلغین احمدیت اور جماعت کے سربرآوردہ احباب نے ری پبلکن حکومت کے ساتھ مل کر کام کیا۔ سید شاہ محمد صاحب 'جوگ جاکرتا' پہنچے اور ڈاکٹر سوئیکارنو سے ملاقات کی اور ان سے درخواست کی کہ مَیں آزادی کی اس تحریک میں شامل ہو کر اس ملک کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ (آپ بھی مبلغ تھے) صدر سوئیکارنو نے اور کاموں کے علاوہ آپ کے سپرد ریڈیو سے اردو زبان میں خبریں نشر کرنے کا کام کیا۔ آپ کے علاوہ مکرم مولوی عبدالواحد صاحب اور مکرم ملک عزیز احمد خان صاحب نے بھی تقریباً دو تین ماہ ریڈیو پر نشر کا کام کیا۔ سید شاہ محمد صاحب تو جوش و خروش سے اس تحریک میں شامل رہے۔ ان کا جوش و خروش اتنا تھا کہ ایک سابق وزیرِ داخلہ نے کہا کہ ''ہم سید شاہ محمد صاحب کو اپنی قوم ہی کا ایک فرد تسلیم کرتے ہیں۔'' یہ ہندوستانی نہیں۔

شاہ محمد صاحب کی خدمات کا اعتراف اس طرح سے ہے۔ سید شاہ محمد صاحب نے تحریک آزادی انڈونیشیا میں جو کردار ادا کیا اور جو خدمات سرانجام دیں ان کو سراہتے ہوئے 3 اگست 1957ء کو انڈونیشیا نے زیر خط (اُن کا نمبر ہے) سند خوشنودی عطا کی۔ اور یہ سند جنرل سیکریٹری وزارتِ اطلاعات کے توسط سے دی گئی۔ اور اس میں تحریر کیا گیا کہ ''ہم سید شاہ محمد صاحب ہیڈ آف دی احمدیہ مسلم مشن مقیم جاکرتا کی ان خدمات اور کارناموں کے لئے انتہائی رنگ میں قدر و منزلت کا اعتراف کرتے ہیں جو انہوں نے انڈونیشین قوم اور حکومت ری پبلک انڈونیشیا کی جدوجہد آزادی کے ضمن میں اُس زمانہ میں سرانجام دیں۔ وزارتِ اطلاعات کی قیادت میں شعبہ پبلسٹی کے رکن ہونے کی پوزیشن میں جناب موصوف نے ہمیشہ اپنی دماغی قابلیت اور دیگر صلاحیتوں سے پورے یقین و وثوق سے بین الاقوامی رائے عامہ کو اس طرف مبذول کرایا کہ حکومت ریپبلک انڈونیشیا کی جدوجہد صداقت اور حق پر مبنی ہے۔ پھر لکھا ہے کہ جن دنوں ڈچ حکومت نے جوگ جاکرتا دارالحکومت انڈونیشیا پر حملہ کر کے قبضہ کیا اس زمانہ میں بھی جناب موصوف نے ہماری جدوجہد میں پوری امداد جاری رکھی۔ (پھر لکھتے ہیں کہ) یو۔ این۔ او کے فیصلہ کی روشنی میں جاکرتا سے جب

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ڈچ افواج کا انخلاء ہوا اور نئی حکومت جوگ جاکرتا منتقل ہوئی اُس وقت بھی جناب موصوف اُس کمیٹی کے ممبر تھے جو حکومت ریپبلک انڈونیشیا کے از سرِ نو قیام کیلئے بنائی گئی تھی۔ پھر اسی سند میں لکھا ہے کہ جب پریذیڈنٹ سوئیکارنو ڈچ حکومت کی نظر بندی کے بعد جوگ جاکرتا آئے تو موصوف اس کمیٹی کے بھی ممبر تھے جس نے صدر سوئیکارنو کا استقبال کیا۔ پھر اس سند میں لکھتے ہیں کہ ڈچ حکومت سے اختیارات لینے کے بعد صدر سوئیکارنو جب جاکرتا آئے تو موصوف بھی اس قافلہ میں شامل تھے جو صدر سوئیکارنو کے ہمراہ تھا اور موصوف واحد غیر ملکی تھے۔ جب حکومت کے دفاتر جوجاکرتہ منتقل ہوئے تو بعد میں موصوف ریڈیو ریپبلک انڈونیشیا کے شعبہ نشر و اشاعت سے منسلک ہوکر اُردو کے پروگرام میں نہایت عمدگی سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعد میں اپنے فرائض بحیثیت انچارج احمدیہ مسلم مشن انڈونیشیا انجام دینے لگے"۔

انڈونیشیا کے پہلے صدر جن کا ذکر آیا ہے کہ انہوں نے قرآنِ کریم بھی پڑھا تو احمدیوں سے پڑھا، وہ اپنی کتاب جس کا نام انڈونیشین میں Di Bawa Bendera Revolusi ہے، تحریر کرتے ہیں کہ ''اگر چہ میں احمدیت کے بعض مسائل سے متفق نہیں بلکہ انکار کرتا ہوں، تب بھی اس کی تعلیمات اور اس کے فوائد کا احسان مند ہوں جو مجھے اس کی طرف سے تحریرات کی شکل میں حاصل ہوئے اور جو عقل اور جدید تقاضوں کے عین مطابق اور وسعتِ ذہن پیدا کرنے والے ہیں''۔ (صفحہ 346)

تو یہ ہے اس کی تفصیل۔ یہ زبانی قربانیاں یا عملی قربانیاں ہی نہیں تھیں یا صرف مشورے کی حد تک نہیں بلکہ 1946ء میں تحریکِ آزادی کے دوران بعض احمدی احباب اپنی زندگیاں قربان کر کے شہیدوں میں شامل ہوئے۔ جن میں ایک ہمارے مکرم راڈین محی الدین صاحب صدر جماعت انڈونیشیا جو سیکرٹری کمیٹی برائے انڈونیشیا بھی تھے، انڈونیشیا کے پہلے جشنِ آزادی کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ آپ کو ڈچ افواج نے اغوا کرلیا اور بعد میں آپ کو شہید کر دیا۔ تو ملکی آزادی میں احمدیوں کا خون بھی شامل ہے۔ یہ تو جماعت احمدیہ کی انڈونیشیا کے لئے، اُس ملک کے لئے قربانی اور کام اور خدمات کا ذکر ہے۔ لیکن علماء اور شدت پسند گروپوں نے، گروہوں نے اپنے ظلموں کی داستانیں بھی ساتھ ساتھ جاری رکھیں۔ بعض پرانے شہدائے احمدیت انڈونیشیا کا میں ذکر کرتا ہوں۔

1947ء میں درج ذیل 6 (چھ) احمدی احباب شہید کئے گئے۔

مکرم جائید صاحب (Jaed)، مکرم سورا صاحب (Sura)، مکرم سائری صاحب (Saeri)، مکرم حاجی حسن صاحب، مکرم راڈین صالح صاحب، مکرم دہلان صاحب (Dahlan)۔ ان چھ احباب نے سنگا پارنا ویسٹ جاوا کے گاؤں میں شہادت کا مقام پایا۔ وہابی موومنٹ کے دارالاسلام نامی ایک گروپ نے ڈنڈوں اور پتھروں سے ان احمدیوں پر شدید حملہ کیا اور اُن کو گھروں میں اہل خانہ کی آنکھوں کے سامنے بڑی بے دردی سے مارتے مارتے گھسیٹتے ہوئے گاؤں سے باہر لے گئے اور مار مار کر شہید کر دیا۔ دارالاسلام گروپ نے حملہ سے قبل اُن کو مجبور کیا کہ احمدیت چھوڑ دیں لیکن یہ سب احمدیت پر ثابت قدم رہے۔ استقامت دکھائی۔

احمدیوں کے ساتھ وہاں جو سلوک ہو رہا ہے یہ ظالمانہ فعل بہت پُرانے ہیں۔

اس کے دو سال بعد 1949ء میں درج ذیل احمدی احباب نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

مکرم سانوسی صاحب (Sanusi)، مکرم اومو صاحب (Omo)، مکرم تحیان صاحب (Tahyan)، مکرم سہرومی صاحب (Sahromi)، مکرم سوما صاحب (Soma)، مکرم جملی صاحب (Jumli)، مکرم سرمان صاحب (Sarman)، مکرم اوسون صاحب (Uson) اور مکرمہ ایڈوٹ صاحبہ (Idot) اور مکرمہ اونیہ صاحبہ (Uniah) دو خواتین کو بھی شہادت کا اعزاز حاصل ہوا۔

اِن احمدی احباب نے سنگا پارنا ویسٹ جاوا کے گاؤں SANGIANG LABONG میں شہادت کا مقام پایا۔ ان کو بھی وہابی تحریک کے گروپ دارالاسلام نے ڈنڈوں، پتھروں اور اینٹوں سے حملہ کر کے شہید کیا۔ ان کو بھی گھسیٹتے ہوئے گاؤں سے باہر لے گئے اور وہاں انتہائی ظالمانہ طریق سے مارتے مارتے شہید کر دیا گیا۔ اِن کو بھی مجبور کیا گیا کہ احمدیت سے توبہ کریں لیکن ان سب نے انکار کیا اور استقامت دکھائی اور ثابت قدم رہے۔

پھر اس کے بعد جماعت احمدیہ کی مخالفت کا ایک شدید دور 2001ء میں شروع ہوا جس میں مکرم پاپوک حسن صاحب (Papuq Hasan) کو 22 رجون 2001ء میں شہید کیا گیا۔ آپ کی عمر پچپن سال تھی اور قریباً ایک سو مخالفینِ احمدیت نے مغربی لمبوک کے ایک گاؤں 'لالوا' (Laloaw) کی جماعت پر حملہ کیا۔ مخالفین، جماعت کی مسجد کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ پاپوک حسن صاحب دیگر احمدی احباب کے ساتھ مخالفین کے حملہ کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور شدید زخمی ہوئے اور بیہوش ہو کر گر گئے۔ فوراً ہسپتال لے جایا گیا لیکن بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے راستے میں جامِ شہادت نوش فرمالیا۔

2002ء میں حکومت کے کارندے بھی ان ظالموں کے ساتھ مل گئے اور مختلف قسم کے ظلم ہوتے رہے۔ مانسلور (Manislor) کے علاقے میں مخالفین نے احمدیہ مساجد اور احمدی گھروں میں پتھراؤ کیا۔ دو مساجد اور بیالیس (42) احمدی گھروں کے شیشے وغیرہ توڑے۔ لوکل گورنمنٹ نے جماعت مانسلور کی مساعی کو روکنے کے لئے آرڈر جاری کیا کہ احمدی احباب مسجد کا استعمال نہیں کر سکتے۔ 15 رجولائی 2005ء کو جماعت انڈونیشیا کی مرکزی مسجد اور سینٹر پر سینکڑوں مخالفین کے گروہ نے حملہ کیا اور جماعتی عمارات اور املاک کو نقصان پہنچایا۔ پولیس کھڑی تماشا دیکھتی رہی۔ بعض عمارتوں کو آگ لگائی گئی۔ اور سارا سینٹر، مساجد، مشن ہاؤسز، ذیلی تنظیموں کے دفاتر اور دیگر عمارات کو حکومت نے سیل (Seal) کر دیا۔ یہ حکومت بھی اب ان کے ساتھ شامل ہو رہی ہے۔

19 رستمبر 2005ء کو پانچ سو مخالفین نے ریجن سیانجور (Cianjur) کی پانچ جماعتوں پر حملہ کیا۔ پانچوں جماعتوں کی مساجد کو کافی نقصان پہنچایا گیا۔ دروازے، کھڑکیاں، شیشے توڑے گئے۔ مشن ہاؤسز کو بھی نقصان پہنچایا گیا اور سامان وغیرہ لوٹ لیا گیا۔ بہت ساری چیزیں جلا دی گئیں۔ چھیاسی (86) گھروں کو نقصان پہنچایا اور توڑ پھوڑ کی گئی۔ بعض گھروں کو جلا دیا گیا۔ سامان لوٹ لیا گیا۔ بعض مقامات پر احمدیہ مدرسوں کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔ ان جماعتوں میں احمدی احباب کی کاریں موٹر سائیکل بھی جلائے گئے۔

19 راکتوبر 2005ء رات نو بجے سو مخالفین جماعت نے کیٹا پانگ (Kitapang) پر حملہ کیا۔ تین احمدی گھروں کو نقصان پہنچایا۔ دو احمدی دوست زخمی ہوئے۔ اس جماعت کے احباب قبل ازیں پانکور (Pancor) اور سیلونگ (Selong) کے علاقے میں مقیم تھے جہاں 2002ء میں مخالفین نے حملہ کر کے ان کو مسجد اور گھروں سے نکال دیا تھا اور ان کے گھروں کو بھی جلا دیا اور مسجد کو بھی جلا دیا تھا۔ چنانچہ یہ وہاں سے ہجرت کر کے کیٹا پانگ (Kitapang) کے علاقے میں آئے تو ان پر اکتوبر 2005ء میں یہاں بھی حملہ کیا گیا۔ ہر جگہ سے تکلیفیں برداشت کیں لیکن پھر بھی اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے۔

فروری 2006ء میں مغربی لمبوک جزیرہ کی جماعت کیٹا پانگ (Kitapong) پر حملہ ہوا۔ تیئس (23) گھروں کو نقصان پہنچا۔ چھ گھر جلا دیئے گئے۔ احبابِ جماعت کی دکانوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ سامان لوٹ لیا گیا۔ ان کے مال مویشی لوٹ لئے گئے۔ 129 احباب جماعت بے گھر ہوئے اور یہ علاقہ چھوڑنا پڑا۔

10 رنومبر 2007ء کو پنگوان (Pangauban) گاؤں میں لوکل مولوی کی قیادت میں مدرسوں کے طلباء نے ہماری مسجد کو گرا دیا اور 26 احمدیوں کو یہاں سے دوسرے علاقے میں منتقل ہونا پڑا۔

ستمبر 2007ء میں مسجد محمود سنگا پارانہ (Singa Parana) پر مخالفین کی طرف سے اس ماہ میں تیسرا حملہ ہوا۔ مساجد کی تمام کھڑکیاں توڑ دی گئیں۔ چھت کو بھی نقصان پہنچایا۔ دفتری سامان اور فرنیچر توڑ دیا گیا۔

18 ردسمبر 2007ء میں مخالفین نے جن کی تعداد 500 سے زائد تھی مانسلور (Manislor) جماعت پر حملہ کیا۔ مخالفین کا تعلق ڈیفنس فرنٹ اور مجلسِ مجاہدین انڈونیشیا سے تھا۔ جماعت کی دو مساجد کو نقصان پہنچایا۔ توڑ پھوڑ کی گئی اور جہاں مسجد کے سامان کو نقصان پہنچایا، بارہ (12) قرآنِ کریم بھی جلا دیئے۔ 9 مساجد کو پولیس نے سیل (Seal) کر دیا۔ گھروں کو نقصان پہنچایا گیا اور توڑ پھوڑ کی گئی۔ تین افراد زخمی ہوئے۔

بہر حال اس وجہ سے لوگوں کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا گیا اور اب تک مختلف جگہوں پر یہی حالات ہیں۔ تو (جماعت) انڈونیشیا کے ساتھ یہ سابقہ حالات ہو رہے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے وہ ایمان کی مضبوطی دکھاتے ہوئے ایمان پر قائم ہیں اور ہر شر کا صبر سے، حوصلے سے، دعا سے مقابلہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اب یہ تازہ شہادتیں جو ہوئی ہیں یہ اس جاری ظلم کا ہی نتیجہ ہیں جو کئی سال پہلے سے شروع ہوا تھا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اس دفعہ مقامی پریس نے بھی کھل کر لکھا ہے اور باہر کی پریس نے بھی لکھا ہے اور اس کی کافی شہرت ہوئی ہے۔

بہر حال اب مَیں ان شہداء کا ذکرِ خیر کرتا ہوں جو شہید ہوئے ہیں۔

اس میں پہلے شہید ہیں مکرم توباکوس چاندرا مبارک صاحب (Tubaqus Chandra Mubarak)۔ یہ پیدائشی احمدی تھے۔ ان کی عمر 34 سال تھی۔ جماعتی مرکز میں رہتے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیوی ہے جو 5 ماہ کی حاملہ ہے۔ 8 سال کی شادی کے بعد پہلا بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ انکی خواہش ہے کہ بچہ وقف کیا جائے گا۔ انہوں نے وقفِ نو کے کاغذات پُر کر لئے تھے لیکن ابھی مرکز کو بھجوانے تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آجائیں گے۔ بچہ تو وقفِ نو میں شامل ہو جائے گا۔ chandra صاحب جماعت کے سیکرٹری زراعت تھے۔ اور جماعت کی زمین جو مرکز میں واقع ہے اس کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد تھی۔ بہت ہی مخلص اور جماعتی کاموں میں بہت فعال تھے۔ چندہ باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے۔ ان کا سارا خاندان ہی بہت مخلص احمدی ہے۔ واقعہ کے ایک دن پہلے ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ جماعت cikesik (جہاں یہ حملہ ہوا ہے) وہاں مت جائیں۔ مَیں پانچ ماہ کی حاملہ ہوں۔ آپ کو میرا خیال کرنا چاہئے۔ یا میرا خیال کریں یا جماعت کا خیال۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت میں جماعت کو ترجیح دیتا ہوں۔ صرف ڈرائیور کے طور پر وہاں جانا تھا اور ڈیوٹی والے خدام کو وہاں پہنچانا تھا۔ اور ابھی یہ وہیں تھے کہ حملہ ہو گیا۔ مرحوم اپنے کارکنان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ ہر نماز مسجد میں باجماعت ادا کیا کرتے تھے اور اپنی بیوی کو بھی یہی تاکید کرتے کہ وقت پر نماز ادا ہونی چاہئے۔ ایک بہادر خادم تھے۔

توباکوس چاندرا مبارک صاحب (جن کا ذکر ہو رہا ہے) مشن ہاؤس کے اندر تھے اور سب خدام

سے آگے تھے۔ مخالفین نے ان کے جسم پر چھریوں کے بہت سے وار کئے اور ظالمانہ طور پر مارا۔ پھر مخالفین نے ان کو لٹکا دیا اور مارتے رہے۔ بعد میں نیچے اتارا اور ان کی لاش کو ڈنڈوں اور پتھروں سے مارا اور لاش کا حلیہ بگاڑ دیا۔ پہلے ان کی لاش پہچانی نہیں گئی۔ بعد میں Chandra صاحب کے چھوٹے بھائی نے آکر اس لاش کو جسم کے ایک نشان سے پہچانا کہ یہ ان کے بھائی Chandra صاحب کی لاش ہے۔

دوسرے شہید ہیں احمد ورسونو صاحب(Warsono)۔ ان کا تعلق شمالی جاکرتا سے تھا۔ ان کی عمر 38 سال تھی۔ 2002ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ اہلیہ کے علاوہ چار بچے ہیں۔ ان کو احمدیت کا تعارف 2000ء میں ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ انڈونیشیا تشریف لے گئے تھے۔ ایک احمدی دوست نے ان کو لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا۔ انہوں نے دلچسپی سے پڑھا اور دو سال کی تحقیق کے بعد بیعت کا فیصلہ کیا۔ بعد میں ان کی اہلیہ نے بھی بیعت کی اور بہت جلد احمدیت کی سچائی پر مضبوطی سے قائم ہو گئے۔ احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے وہ اپنے والدین سے اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب وہ احمدیت میں داخل ہوئے تو ان کے والدین بہت خوش ہوئے کیونکہ ان کے اخلاق اچھے ہو گئے اور وہ والدین کا ادب کرتے اور نرمی سے پیش آتے۔ روحانیت میں بہت ترقی کی۔ کہتے تھے کہ مَیں تبلیغ کرتا ہوں تو آسمانی مدد محسوس کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ میری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ ایک دن ان کو روپے کی سخت ضرورت تھی۔ گھر کا کرایہ ادا کرنا تھا اور روزمرہ کی ضروریات درپیش تھیں۔ انہوں نے بہت دعائیں کیں۔ آخر کچھ دیر بعد ایک آدمی آیا اور ان کو کام کروانے کے لئے لے گیا اور جو رقم ملی اس سے ضرورت پوری ہو گئی۔ ان کی بڑی خواہش تھی کہ اپنی زندگی میں دوسروں کے کام آئیں۔ ان کو خواب آئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات ہوئی۔ اور کئی بیعتیں بھی انہوں نے کروائیں۔ تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ بہت بہادر تھے۔ بعد میں آئے لیکن بہتوں سے آگے نکل گئے۔

ان کی شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب حملہ ہوا تو ورسونو صاحب مشن ہاؤس کے اندر تھے۔ مخالفین نے چھریوں اور درانتی اور ڈنڈوں سے ان کو ظالمانہ طور پر مارا۔ انکی لاش باہر لائی گئی اور مخالفین باری باری پولیس اور لوگوں کے سامنے لاش کو مارتے رہے۔ پولیس تماشہ دیکھتی رہی۔ ان کی لاش بھی پہچانی نہیں گئی تھی بلکہ ایک دوسرے خادم نے غلطی سے کسی دوسرے آدمی کو سمجھا لیکن بعد میں جب صحیح طرح دیکھا گیا تو پتا لگا کہ یہ ورسونو صاحب ہیں، دوسرے خادم نہیں ہیں۔

رونی پسارانی صاحب(Roni Pasarani)۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 35 سال تھی۔ 11 جنوری 2008ء میں بیعت کی تھی۔ ابھی دو سال ہی ہوئے تھے۔ شمالی جاکرتا کے رہنے والے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 5 اور 6 سال کی دو بچیاں چھوڑی ہیں۔ بیعت سے قبل قاتل، ڈاکو اور قمار باز تھے۔ ورسونو صاحب جو خود بھی شہید ہوئے ہیں ان کی تبلیغ سے احمدیت کے بارہ میں علم ہوا۔ ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ سے ملا ہوں جس نے پگڑی پہنی ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک دن ورسونو صاحب کے گھر ان کو ملنے آئے اور دیوار پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر کہنے لگے کہ ان کو خواب میں دیکھا تھا۔ اس طرح یہ احمدیت کے مزید قریب ہو گئے اور جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ چنانچہ 2008ء کے سال میں Roni صاحب نے بیعت کی توفیق پائی۔ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد ان کی کایا پلٹ گئی اور ان کی بیوی بہت حیران رہ گئی کہ RONI صاحب پر روحانی انقلاب برپا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی نہ کوئی نیکی پسند آئی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے اعزاز سے نوازا کہ ساری برائیاں چھوڑ کے پہلے احمدیت کی قبولیت کی توفیق عطا ہوئی اور پھر شہادت کا رتبہ بھی پایا۔ پانچوں نمازوں کے علاوہ تہجد بھی ادا کرتے تھے اور جماعتی کتب باقاعدہ پڑھتے تھے۔ چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ بہت بہادر تھے۔ دو سال کا جتنا بھی عرصہ ان کو ملا احمدیت کی بہت تبلیغ کی اور ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں کئی بیعتیں بھی ہوئیں۔ ایک اہم بات ان کے بارے میں یہ بھی ہے کہ یہ کئی دفعہ کہتے تھے کہ ’’شہید کے طور پر مرنے کی خواہش ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی۔

مکرم رونی پسارانی صاحب کی شہادت بھی مکرم ورسونو صاحب کی طرح ہوئی۔ مخالفین نے ان کو بھی چھریوں اور درانتیوں اور ڈنڈوں سے مارا۔ ان کی لاش باہر لائی گئی اور پھر اسی طرح بے حرمتی کی گئی اور حلیہ بگاڑا گیا۔

تو یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جو آسمانِ احمدیت کے روشن ستارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور خود ان کا حافظ و ناصر ہو۔ جماعت انڈونیشیا کے ہر فرد کے ایمان میں پہلے سے بڑھ کر مضبوطی پیدا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جس کشف کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے نقشِ قدم پر چلنے والے کچھ اور لوگوں کے ملنے کا ذکر فرمایا تھا، ان میں یہ دور دراز علاقے میں رہنے والے لوگ بھی شامل ہیں جن میں سے بہت سوں نے خلفائے احمدیت میں سے بھی کسی کو نہیں دیکھا لیکن ایمان کی مضبوطی ان کی بے مثال ہے۔ خلافت سے وفا کا تعلق قابلِ تقلید ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف کا مَیں پہلے بھی پچھلے بعض خطبات میں ذکر کر چکا ہوں، دوبارہ بتاتا ہوں۔ کشف یوں ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں نے کشفی حالت میں...... دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی اور مَیں نے کہا اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو، تا وہ بڑھے اور پھولے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’سو مَیں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20۔ صفحہ 75-76)

یعنی حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے بہت سے قائم مقام پیدا کر دے گا۔ پس یہ شہداء تو اپنا مقام پا کر، قابلِ تقلید مثالیں چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے اور قادیان سے ہزاروں میل دور رہتے ہوئے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کو ثابت کرنے والے بن گئے۔ لیکن ہم پیچھے رہنے والوں کو بھی اپنی ایمانی حالتوں کا ہر وقت جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ ہمیں ہر شہادت کے بعد یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم ان ظلموں کی وجہ سے صرف یہ نہیں کہ اپنے ایمانوں کو ضائع نہیں ہونے دیں گے بلکہ اس میں بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ۔ کسی قسم کی ایسی حرکت نہیں کریں گے جس سے ہماری روایات اور ہمارے صبر پر حرف آتا ہو، جس سے ہماری اپنے ملک سے وفا پر حرف آتا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا جماعت انڈونیشیا نے بھی انڈونیشیا کی تعمیر میں ایک کردار ادا کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد جس ملک میں بھی رہتا ہے اُس کا وفادار ہے اور ہونا چاہئے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہے گا۔ وفا کا یہ تقاضا ہے کہ ہم یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملکوں کو ظالموں کے پنجہ سے آزاد کرے اور ہم پر کبھی ایسے حاکم مسلّط نہ کرے جو رحم کرنا نہ جانتے ہوں۔ ہم دنیاوی تدبیر کے لئے قانونی چارہ جوئی تو کرتے ہیں لیکن قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ ہاں اپنے رب کے حضور جھکتے ہیں۔ ہمارا زیادہ انحصار، قانونی چارہ جوئی کرنے سے زیادہ انحصار اپنے ربّ کے حضور جھکنے میں ہے۔ اس سے دعائیں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہمارا انحصار ہے۔ اس کی رحمتوں پر ہمارا انحصار ہے۔ اور اب بھی ہم ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور ہی جھکیں گے۔ ہمیشہ یہ دعا پڑھتے رہیں رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (البقرۃ:251)۔ اللہ کرے کہ ہمارے میں سے کسی ایک کے بھی پائے ثبات میں کبھی لغزش نہ آئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صبر کی ہی تعلیم دی۔ آخر کار سب دشمن فنا ہو گئے۔ ایک زمانہ قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ یہ شریر لوگ بھی نظر نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس پاک جماعت کو دنیا میں پھیلائے‘‘۔

آپ فرماتے ہیں ’’اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ دکھ نہ دیتے اور دُکھ دینے والے پیدا نہ ہوتے۔ مگر خدا تعالیٰ ان کے ذریعے سے صبر کی تعلیم دینا چاہتا ہے‘‘۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’جو شخص دُکھ دیتا ہے، یا تو توبہ کر لیتا ہے‘‘۔ (آخری نتیجہ یہ ہوگا) ’’یا تو توبہ کر لیتا ہے یا فنا ہو جاتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 543۔ مطبوعہ ربوہ)

جو بھی ہمیں دُکھ دے رہا ہے، اُن میں سے کچھ تو ہیں جن کی اصلاح ہو جائے گی اور توبہ کر لیں گے یا پھر فنا ہو جائیں گے۔

پس دعاؤں اور صبر کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ آگے بڑھتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر کی طاقت بھی عطا فرمائے اور شریر لوگوں کا خاتمہ فرمائے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں لے لے اور دشمنوں کی پکڑ کرے۔ ہمارے مخالفین کی ہمارے سے کوئی ذاتی دشمنی تو ہے نہیں۔ یہ سب جو ہم احمدیوں کے ساتھ ہو رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی ہی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اور اس کی اب ہر جگہ انتہا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ دشمن کو عبرت کا نشان بنائے اور جن کی اصلاح اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقدر نہیں ہے اُن کے جلد پکڑ کے سامان بنائے۔

جو زخمی ہیں اُن کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفا عطا فرمائے۔ تین زخمی ابھی ہسپتال میں ہیں جبکہ دو فارغ کر دیئے گئے ہیں جن کی صحت اللہ کے فضل سے ٹھیک ہے۔

انڈونیشین احمدیوں کو بھی مَیں خاص طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ تمام احمدیوں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ مجھے مختلف خطوط آ رہے ہیں جن میں آپ لوگوں کے لئے فکر اور پریشانی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ وہاں ظلم کے یہ نظارے جو مختلف ویب سائٹس وغیرہ پر دکھائے گئے ہیں، اس نے ہر احمدی کو ایک درد اور تڑپ میں مبتلا کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ آپ کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر شر سے آئندہ ہر احمدی کو بچائے اور دشمن کے منصوبے انہی پر لوٹائے۔

ابھی ان شہداء کی نمازِ جنازہ غائب بھی مَیں پڑھوں گا۔ اس کے ساتھ ہی کل مردان میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ پنجاب رجمنٹ میں خودکش حملے سے وہاں جو فوجی ٹریننگ لے رہے تھے، اُن میں سے کئی اموات ہوئی ہیں۔ اُن میں ہمارے ایک احمدی نوجوان منیر احمد بھی شامل تھے جو ابھی بھرتی ہوئے تھے۔ بیگووال کے رہنے والے اور ٹریننگ لے رہے تھے اور شاید پاسنگ آؤٹ پریڈ تھی یا کیا تھا، بہرحال وہ بھی اس میں شہید ہوئے ہیں۔ اُن کو بھی اس جنازے میں شامل کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ یہ ہمارے دو واقفینِ زندگی مبلغین محمود احمد منیر صاحب مربی سلسلہ اور مبشر احمد صاحب کے بھانجے تھے۔ نوجوان کی صرف اکیس سال عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بھی صبر، ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو   راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

الٰہی جماعتوں پر آنے والے ابتلا ان کی سچائی کی دلیل ہیں

(انجینئر) محمد ایوب۔ سوئٹزر لینڈ

(اس تحریر کی تیاری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات بالخصوص تفسیرِ کبیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے استفادہ کیا گیا ہے)

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا۔ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ۔ (العنکبوت:3-5)

کیا لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے؟ اور ہم یقیناً ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے آزمائش میں ڈال چکے ہیں۔ پس وہ لوگ جو سچے ہیں اللہ انہیں ضرور شناخت کر لے گا اور جھوٹوں کو بھی ضرور پہچان جائے گا۔ کیا وہ لوگ جو برے اعمال بجا لاتے ہیں گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ (سزا سے بھاگ کر) ہم پر سبقت لے جائیں گے؟ بہت برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

عذاب اور ابتلا میں فرق

یہ مناسب ہوگا کہ پہلے عذاب اور ابتلا میں فرق سمجھ لیا جائے۔ کوئی دنیادار کہہ سکتا ہے کہ یہ تو عذاب ہے جسے آپ ابتلا کا نام دے کر اپنے آپ سے دھوکہ کر رہے ہیں۔ گو ہر دو صورتوں میں بادی النظر تکالیف نظر آ رہی ہیں۔ پرکھنے کے لئے کسوٹی نہایت آسان ہے۔ اگر مایوسی اور گھبراہٹ طاری ہے تو یہ عذاب ہے لیکن اگر دل میں اطمینان اور تسلی کے جذبات ہیں تو لامحالہ اسے ہم ابتلا ہی کہیں گے۔ روحانیت کی کمی ہی دنیاداری کہلاتی ہے، جب کہ تکالیف کے اس دور میں روحانیت میں ترقی ہی ابتلا کی نشانی ہے۔ اگر آپ کے بگڑے کام سنورتے جا رہے ہیں، نفع زیادہ اور مقابلتاً نقصان کم ہو رہا ہے تو آپ قبولیتِ دعا کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کی گھڑیوں میں جب اپنا سایہ بھی چھوڑ جاتا ہے، اگر ان حالات میں بھی آپ کا قدم درجہ بدرجہ سورۃ فاتحہ میں مانگے جانے والے انعامات جن کی تفصیل سورۃ النساء آیت 70 میں مذکور ہے کی طرف بڑھ رہا ہے تو یہ ابتلا کا دور ہے۔ اسے عذاب سے موسوم کرنا معترض کا اپنے آپ کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ اطاعتِ نبوی ﷺ کی صورت میں ابتلا کے دن بھی بشارتوں کے دن بن جاتے ہیں۔ پس بلاشبہ ابتلا اعمالِ صالحہ اور فضلِ ربّی کے طور پر ایک انعام ہے، اسے عذاب کہنا محض ایک ہٹ دھرمی ہے۔ یہ اصول ایک فرد ہو یا قوم ہر دو پر بعینہٖ چسپاں ہوتا ہے۔

وجہ ابتلا

نعوذ باللہ کیا اللہ تعالیٰ کو بھی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ڈال کر ان کے ایمان کے متعلق صحیح علم حاصل کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وراء الورٰی ہے اور اس کا علم بھی وراء الورٰی ہے، لہٰذا اسے تو درحقیقت ضرورت نہیں۔ البتہ کافریا

کمزور مومن کو یقین کی خاطر ظاہری آثار کی ضرورت ہے۔ یہ تو صرف بنی نوع انسان کی تسلی اور آگاہی کے لئے کہ کون مومن ہے اور کون غیر مومن، الٰہی جماعتوں کو ابتلا میں سے گزارا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سب دنیا کو معلوم ہو جائے کہ یہ گروہِ مومنین جس کو خدا تعالیٰ نے چنا تھا واقعی مومن ہے۔ ابتلا عموماً اس لئے آتے ہیں کہ انسان کا ایمان مضبوط ہو۔ لیکن اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس لئے کہ خود انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ میرے ایمان کی کیا حالت ہے۔ انسان بسا اوقات اپنے خیالات کا بھی اچھی طرح اندازہ نہیں لگا سکتا اور جب اس پر ابتلا آتے ہیں تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کسی چیز سے محبت یا نفرت کا دعویٰ کہاں تک صادق تھا۔ دوسرے لوگوں کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا تو الگ رہا انسان خود اپنی ذات کے متعلق بھی صحیح فیصلہ کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ وہ بد ہوتا ہے لیکن سمجھتا اپنے آپ کو نیک ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے گا۔ حالانکہ اس کا فیصلہ جھوٹا ہوتا ہے اور وہ عذاب میں پکڑا جاتا ہے اور اس دن اسے پتہ لگتا ہے کہ میں اپنے آپ کو غلط طور پر مومن سمجھتا رہا ہوں۔

البتہ خاص مومنوں کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ وہ پہلے سے اپنے ایمان کی پختگی کے واقف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا ذکر مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) کے الفاظ میں کیا ہے۔ یعنی صحابہؓ میں سے بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنے دعویٰ ایمان کو ثابت کر دیا ہے اور بعض اس موقعہ کے منتظر ہیں جب وہ اپنے دعویٰ ایمان کو ثابت کر دیں گے۔ تاریخِ اسلام مومنین کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔

مذکورہ آیت کے لفظ لَیَعْلَمَنَّ کے معنے ظاہر کر دینے کے ہیں، شناخت کرنے کے ہیں۔ یعنی صادق مومنوں کا جب صدق ظاہر ہو جائے گا اور باوجود ابتلاؤں کے وہ ثابت قدم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے علمِ ازلی کو علمِ واقعہ سے بدل دے گا۔ کیونکہ علمِ ازلی تو خدا کو ہے مگر بندے تو نہیں جانتے کہ ایسا ہوگا۔ بندے اس وقت جانتے ہیں جب کوئی بات وقوع میں آ جائے۔ اللہ تعالیٰ طرح طرح کے فتنوں میں ڈال کر، جب کہ مومن اپنے ایمان پر قائم رہتے ہیں، دنیا کو یہ یقین دلا دیتا ہے کہ یہ سچے مومن ہیں۔ اور اگر ابتلا کے موقع پر کوئی پھسل جائے تو خدا تعالیٰ کا ازلی علم جو اس کے جھوٹے ہونے کے متعلق تھا علمِ وقوعہ میں بدل کر دوسرے انسانوں کو بھی یقین دلا دیتا ہے کہ وہ کمزور ایمان والا تھا اور اس طرح خدا تعالیٰ کے سلوک پر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ ابتلا اس لئے بھی ڈالا جاتا ہے تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں کا ایمان کیسا ہے ورنہ یوں دوسروں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں کا ایمان پختہ ہے یا نہیں۔ اس لیے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی انسان جتنا بڑا ہو اس پر اتنے ہی بڑے ابتلا آتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ابتلا نبیوں کو آتے ہیں۔

ابتلا سچائی کی دلیل

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قاعدہ کلیہ کے طور پر یہ امر بیان فرمایا ہے کہ دعویٰ ایمان اور ابتلا لازم و ملزوم ہیں۔ دعویٰ ایمان کی وجہ سے ابتلاؤں کی بھٹی میں ڈالا جانا سچائی کی نشانی ہے۔ ماضی میں بھی ایسے ہی ہوتا رہا اور مستقبل میں بھی یہی قاعدہ جاری رہے گا۔ نیکی اور سچائی کے متوالوں کو بدی کے پرستاروں نے ہمیشہ اذیتیں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے رویے پر حسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ”وائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور تمسخر کرنے لگ جاتے ہیں۔“ (یٰس:31)۔ اپنے زمانہ کے امام کو ماننے سے پہلے پہل راحت، آرام، عزت، دولت، طاقت اور رسوخ جو پہلے حاصل تھے وہ جاتے رہتے ہیں اور بجائے فوراً سکھ ملنے کے بظاہر انہیں دکھ ملا۔ یہاں تک کہ خدا کے لئے انہیں اپنے وطنوں کو بھی چھوڑنا پڑا۔ حضرت نوحؑ کی ہجرت، حضرت ابراہیمؑ کی عراق سے فلسطین ہجرت، حضرت موسیٰؑ کی وطن سے جدائی، حضرت عیسیٰؑ کا صلیبی موت سے بچ کر جدید تحقیق کے مطابق کشمیر چلے جانا، یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ انہیں اور ان کے ماننے والوں کو حد درجہ تکلیف پہنچائی گئی۔ مگر اس کے باوجود ان کی کوشش اور جدوجہد برابر جاری رہی۔ عیسائیوں پر بہت مظالم ہوئے تو وہ بالترتیب سائپرس، روما، مصر، روما، صقلیہ بھاگتے رہے۔ اس طرح متواتر 300 سال تک اس جماعت کو اپنے مرکز بدلنے پڑے۔ بنی اسرائیل پر بخت نصر کے حملوں کی وجہ سے بہت تباہی آئی۔ اور سب سے بڑھ کر رسولوں کے سردار ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ اور آپکے صحابہ کو بڑے بڑے ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑا۔ تفصیل میں جانے سے موضوع سے ہٹ جانے کا اندیشہ ہے تاہم اجمالی طور پر مکہ کی مصیبتوں، شعبِ ابی طالب، سفرِ طائف، ہجرتِ مدینہ کا تصور کر کے ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سلسلہ انبیاء میں ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے زیادہ آزمائے گئے۔ آپ ﷺ نے زبانی اذیتیں بھی سن کر برداشت کیں اور جسمانی دکھ بھی سہے۔ اور یہ تمام مصائب خدا کی راہ میں خوشی سے جھیلے۔ کبھی ماتھے پر شکن یا زبان پر شکوہ نہیں لائے بلکہ بڑی شان اور وقار کے ساتھ اس راہ پر گامزن رہے اور اعلیٰ درجے کی استقامت کا نمونہ دکھلایا۔ قریش نے ابولہب کے دونوں بیٹوں سے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کو طلاقیں دلوائیں۔ شرفاء کو نشانہ بنایا مگر جو مظالم حضرت بلالؓ، خاندانِ یاسرؓ اور حضرتِ خبابؓ پر توڑے گئے وہ انسان کا دل دہلانے کو کافی ہیں۔

اسی طرح مدنی دور میں بھی پے در پے مسلط کی گئیں جنگیں، صلح حدیبیہ یہودیوں کی ایذاء رسانیاں، اور منافقین کی ریشہ دوانیاں جیسی مشکلات متواتر جاری رہیں۔ لیکن آپؐ اور آپ ﷺ کے صحابہ کا ردعمل اعلےٰ درجے کا جامع خلق صبر اور دعا کے سوا کچھ نہ تھا۔ ’اِنَّا لِلّٰہِ‘ پڑھ کر دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔ کہ اے اللہ مجھے اس مصیبت کا اجر عطا کر اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا کر۔ (مسلم)۔

دکھ اور ابتلاء کے حوالے سے سب انبیاء کی یہی حالت ہوتی ہے۔ اور جب انہیں متواتر تکالیف دی جاتی ہیں تو لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ ان کا کیسا پختہ ایمان ہے۔ کہتے ہیں اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ اور سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ دشمن بھی خوبی کو مان لے اور اس کا انکار نہ کر سکے۔ پس اخلاق اور روحانیت کی پختگی کے لئے ابتلاؤں کا آنا اور ان کے آنے پر صبر اور رضا کا مقام اختیار کرنا ایمان کی تکمیل کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی جماعتوں پر ابتلاؤں اور دکھوں کے یہ دور آتے ہیں اور درحقیقت یہی اوقات اس کے دعویٰ ایمان کے صدق اور کمال پر دلالت کرتے ہیں۔ الٰہی جماعتوں پر آنے والے ابتلا ہی ان کی سچائی کی ایک زبردست واقعاتی دلیل ہوتے ہیں۔ ابتلا کے بغیر سچائی پرکھنا بہت مشکل ہے۔ دورِ ابتلا سچائی کو پرکھنے کی ثابت شدہ کسوٹی ہے۔

ابتلا۔ ربّانی سپاہیوں کی روحانی وردی ہے

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت پر معارف ارشاد ابتلا کی ضرورت اور اس کے ثمرات کے حوالے سے پیش ہے۔ فرمایا:

”وہ ابتلا کہ جو شیر ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اس لئے نازل ہوتا ہے کہ تا اس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند معیار تک پہنچا دے۔ اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے ان کو سکھا دے۔ یہی سنت اللہ ہے.......... اگر یہ ابتلا درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء ان مدارج عالیہ کو ہرگز نہ پا سکتے کہ جو ابتلا کی برکت سے انہوں نے پا لئے۔ ابتلا نے ان کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ربانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مدت تک منہ چھپا لیا.......... ان کے ابتلاؤں کا سلسلہ بہت طول کھینچ گیا...... پر وہ اپنے پکے اور مضبوط ارادہ سے باز نہ آئے اور سست اور شکستہ دل نہ ہوئے.......... اور جس قدر انہیں مشکلات راہ کا خوف دلایا گیا اسی قدر ان کی ہمت بلند اور شجاعت ذاتی جوش میں آتی گئی۔ بالآخر وہ ان تمام امتحانات سے اول درجہ کے پاس یافتہ ہو کر نکلے اور اپنے کامل صدق کی برکت سے پورے طور پر کامیاب ہو گئے اور عزت اور حرمت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور تمام اعتراضات نادانوں کے ایسے حباب کی طرح معدوم ہو گئے کہ گویا وہ کچھ بھی نہیں تھے غرض انبیاء اور اولیاء ابتلا سے خالی نہیں ہوتے بلکہ سب سے بڑھ کر انہیں پر ابتلا نازل ہوتے ہیں.......... ان محبوبانِ الٰہی کی آزمائش کے وقتوں میں تو عوام الناس بڑے بڑے دھوکوں میں پڑ جاتے ہیں اور اتنا صبر نہیں کر سکتے کہ ان کے انجام سے منتظر رہیں۔ عوام کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہ جس پودے کو اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے اس کی شاخ تراشی اس غرض سے نہیں کرتا کہ اس کو نابود کر دے۔ بلکہ اس غرض سے کرتا ہے کہ تا وہ پودا پھول اور پھل زیادہ لاوے اور اس کے برگ اور بار میں برکت ہو۔ خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی تربیت باطنی اور

تکمیل روحانی کے لئے ابتلا کا ان پر وارد ہونا ضروریات سے ہے اور ابتلا اس قوم کے لئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا ان ربانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے جس سے یہ شناخت کئے جاتے ہیں۔‘‘

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد دوم، صفحہ458)

جماعت احمدیہ کے لئے دورِ ابتلا کی ایک خبر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر جماعت کے لئے دور ابتلا کی خبر ان الفاظ میں دے رکھی ہے۔ فرمایا:

’’الٰہی جماعتوں کا یہ طریق ہوتا ہے کہ دشمن انہیں مارنا چاہتے ہیں تو ان کے افراد اس سے گھبراتے نہیں بلکہ اپنے آپ کو موت کے لئے پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر ہم ایک نبی کی جماعت ہیں تو یقیناً ایک دن ہمارے مخالف ہمیں کچلنے کی کوشش کریں گے اور چاہیں گے کہ اس کانٹا کو اس رستہ سے ہٹا دیا جائے۔ مگر جب ایسا وقت آئیگا تو کیا وہ لوگ جو اب اپنی آمد کا 1/10 بطور چندہ نہیں دیتے اس وقت سینکڑوں روپے کی ماہوار آمد چھوڑ دیں گے؟ جماعت پر جب ایسا وقت آئے گا وہ اپنے آپ کو غیر احمدی کہنا شروع کر دیں گے اور اپنے دلوں کو اس طرح تسلی دے لیں گے؟ خدا تعالیٰ تو عالم الغیب ہے وہ تو جانتا ہے کہ ہم دل سے احمدی ہیں۔ اس وقت جماعت کا کتنا حصہ ہو گا جو باقی رہ جائے گا اور کہے گا اچھا تم ہمیں مارنا چاہتے ہو تو مارتے جاؤ، ملازمتوں سے الگ کرنا چاہتے ہو تو الگ کر دو، ملک بدر کرتے ہو تو ملک بدر کر دو، جیل خانوں میں ڈالتے ہو تو جیل خانوں میں ڈال دو۔ ہم بھی فریضۂ تبلیغ کو نہیں چھوڑیں گے۔ تم ہمیں پھانسی دیتے ہو تو دو ہم پھانسی کے تختوں پر بھی نعرہ ہائے تکبیر بلند کریں گے۔ جب جماعت میں ایسا رنگ پیدا ہو جائے گا تو پھر وہی افسر جو ملک بدر کرنے پر مامور ہوں گے، اسی طرح جیل خانوں کے آفیسر اور جلاد وغیرہ سب احمدیت قبول کر لیں گے کہ احمدیہ جماعت واقعی الٰہی جماعتوں والا رنگ رکھتی ہے۔ لیکن جو شخص ابھی سے اپنے آپ کو اس گھڑی کے لئے تیار نہیں کرتا اس پر ہم کیسے امید کر سکتے ہیں کہ وہ وقت آنے پر ثابت قدم رہے گا۔ بے شک جماعت میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی دنیوی جائیدادوں اور اپنی آمدنیوں پر لات مار کر دین کی خدمت کے لئے آ گئے ہیں مگر پھر بھی جماعت کا ایک حصہ سست اور غافل ہے اور اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ یاد رکھو! جب تک جماعت کا اکثر حصہ نبیوں کی جماعت کی طرح مار کھانے کے لئے تیار نہیں ہو جاتا ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مار کھانا بڑے حوصلے کی بات ہے۔ جو مارتے ہیں وہ دنیا کی توجہ اپنی طرف نہیں پھیر سکتے مگر جو مار کھاتے ہیں ان کی طرف دنیا کی توجہ پھر جاتی ہے‘‘۔

(روزنامہ الفضل 5 اگست 1949)

آخرین کا ردِّ عمل

جماعت احمدیہ کو بھی فخر ہے کہ ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھا جا رہا ہے جو ہم سے پہلے راستبازوں کے ساتھ روا رکھا گیا تھا۔ آخرین میں صحابہ کے مثیل ہونے کے ناطے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی خصوصیات کا اظہار ایک فطرتی اور منطقی بات ہے۔ آپس میں پیار اور محبت، عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے، یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا (الفتح:30) یعنی وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں، صحابہ کو اُحد میں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا گیا لیکن ان دلیر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا۔

صحابہ کی اس روایت کو جماعت نے 1934ء کے سخت ترین ایام، 1953ء کے ہنگاموں، 1974ء کی حکومت اور مُلّاں کی سازش اور ملی بھگت کے دوران میں بڑی جوانمردی سے نبھایا۔ ابتلا کے اس دور میں احمدیوں کے مکانات لوٹے اور جلائے گئے، بائیکاٹ کیا گیا، ملازمتوں سے نکالا گیا اور کئی احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ مگر ہر طرح کے ظلم و ستم کے باوجود جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس آزمائش اور امتحان میں بھی کامیاب رہی اور اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں سلامتی کے ساتھ اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر 1984ء سے جاری آمرانہ آرڈیننس جیسے بے رحم ہتھیار سے تو بہت گہرے گھاؤ مسلسل لگائے جا رہے ہیں۔ مصیبت کی اس گھڑی میں کچھ کمزور پتے جھڑ گئے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر بحفاظت 30 اپریل 1984ء کو لندن پہنچ گئے۔ حضور اور جماعت کے لئے یہ بڑا سخت وقت تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ترقی کے نئے نئے سامان پیدا فرمائے۔ شکر الحمدللہ۔

1984ء کے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد سے اب تک احمدیوں کو سیاسی، سماجی اور قانونی طور پر امتیازی سلوک کا سامنا ہے جو ایک معاشرے کے افراد کے یکساں اور مساوی بنیادی حقوق کی نفی ہے۔ انسانی جان کی قدر و قیمت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے 195 احمدی بشمول سانحہ لاہور عقیدہ کے اختلاف پر شہید کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ 120 احمدیوں پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ مساجد کی حرمت کو یکسر بھلا دیا گیا۔ پرامن اور خاموش احمدیوں کی 22 مساجد کو مسمار کیا گیا جبکہ 28 کو انتظامیہ نے سیل کر دیا۔ 14 مساجد پر مخالفین نے غیر قانونی طور پر قبضہ کر لیا۔ ان ظالموں نے مُردوں کو بھی نہیں بخشا۔ 28 افراد کی تدفین کے بعد قبر کھود ڈالی گئی اور 47 احمدیوں کی مشترکہ قبرستان میں تدفین نہیں ہونے دی گئی۔ مشرکینِ مکہ کو مات کرتے ہوئے، کلمہ طیبہ اور اذان پر 802 مقدمات بنا ڈالے، مسلمان ظاہر کرنے اور اسلامی شعائر کے استعمال پر 880 جبکہ نماز پڑھنے پر 93 احمدیوں کو مقدمات بھگتنے پڑے۔ آمرِ مطلق کے بدنامِ زمانہ آرٹیکلز 298 B، 298 C اور 295C کے تحت بالترتیب 938 اور 295 جھوٹے مقدمات بنا کر معصوم احمدیوں کو تکالیف دی گئیں۔ سالہا سال سے 8 احمدی مختلف سزاؤں کے تحت بلا وجہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے زندگی موت کی کشمکش میں جھونک دیئے گئے۔ 1974ء کی ترمیم نے فرقہ پرستی کو جنم دیا جو آج ایک دہشتگردی کا مہیب عفریت بن چکا ہے۔ اور ہمارے پیارے وطن اور اس کے باشندوں کے لئے خوفناک ترین حالات بنا دیئے گئے ہیں۔ 28 مئی کو ملائیت کے اس بے مہار عفریت نے لاہور میں 86 بے گناہ احمدیوں کو نگل لیا اور 124 کو شدید زخمی کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس اندوہناک سانحہ پر کروڑوں احمدیوں کو شدید تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ ہمارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اتنی بڑی تعداد میں شہادتوں کے اس موقع پر بھی اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ کا حکم دیا ہے کہ یہی ابتلا کے دنوں میں الٰہی جماعتوں کا ردِ عمل ہوتا ہے۔ حضورِ انور کا جلسہ سالانہ جرمنی 2010ء کا اختتامی خطاب تمام مومنین کے لئے ایک بیّن راہِ عمل ہے۔

محض مذہبی تعصب کی بنیاد پر احمدیوں کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ سرکاری ملازمین اور طلباء کو تعصب کا سامنا کرنا پڑا۔ احمدیوں کو محض عقیدے کی وجہ سے سیاسی سیٹ اَپ سے نکال باہر کیا گیا۔ سیاسی اور معاشرتی سہولیات سے محروم رکھا گیا۔ خصوصاً ربوہ میں جہاں 95 فی صد احمدی آباد ہیں وہاں لوکل انتظامیہ میں احمدیوں کی کوئی نمائندگی نہیں۔ وہ احمدی جو تحریکِ پاکستان کے ہراول دستہ میں شامل تھے اور استحکامِ پاکستان کے لئے ہمیشہ بے لوث خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ آج اپنے ہی شہر میں بنیادی سہولتوں تک سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن اس سب کے باوجود احمدی نہایت پُرامن اور محبِّ وطن شہری ہیں۔ ہاں ان سب ابتلاؤں کو خندہ پیشانی سے قبول کرنے والوں نے نصرتِ الٰہی کے پے در پے نظارے دیکھ کر اپنے ایمانوں کو صبر کی طاقت کے ساتھ اس نہج پر پہنچایا کہ سکینت اور رضائے باری تعالیٰ کے مورد ٹھہرے۔

خود حضرت مسیحِ موعودؑ نے اپنے متعلق فرمایا:

کربلا یست سیر ہر آنم   صد حسینؓ است در گریبانم

لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہتک کی ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ اپنے ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ تو ایک بار مارے گئے لیکن دشمن مجھے ہر وقت مارنے کے در پے رہتے اور ایذائیں دیتے ہیں۔ اور مَیں ہر وقت کربلا کا نظارہ دیکھتا ہوں۔ سولی پر ایک دفعہ چڑھ کر مرنا اتنی بڑی بات نہیں جتنی کہ ہر وقت ابتلاؤں میں پڑے رہنا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع مسیح چونکہ سولی پر چڑھ کر مر گئے اس لئے ان کو خدا کا بیٹا مان لو۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ بات درست ہے تو پھر جو لوگ ہر وقت سولی پر چڑھائے جاتے ہیں ان کو کیا ماننا چاہئے۔

بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ابتلا صرف ابتدائی زمانہ میں آتے ہیں اور ترقی کے زمانہ میں ابتلاؤں کا زمانہ بند ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سوچ درست نہیں۔ الٰہی جماعتوں کی ترقی اور ابتلا دو نہ جدا ہونے والے فیکٹرز (Fectors) ہیں۔ ابتدائی سے ابتدائی زمانہ میں بھی ابتلا آتے ہیں اور ترقی کے انتہائی زمانہ میں بھی ابتلا آتے ہیں۔ اس طرح ابتدا سے انتہا تک ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کو پہلے دن بھی مصائب و مشکلات میں سے گزرنا پڑا۔ آغاز میں آپؐ اور صحابہ کرام کو مختلف قسم کے ابتلا پیش آئے۔ ترقیات کے زمانہ میں بھی ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ ہماری جماعت کو بھی ایسا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ یہ چیزیں الٰہی جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور کبھی کوئی روحانی جماعت ان کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کی نوعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ (البقرة:156) یعنی ہم ضرور تم کو کسی قدر خوف اور بھوک اور اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور اے ہمارے رسول تو ان لوگوں کو جو ان ابتلاؤں کے اوقات میں اپنے راستہ سے ہٹیں نہیں اور مضبوطی سے دین کی راہ میں قربانیاں کرتے چلے جائیں ہماری طرف سے بشارت اور خوشخبری دیدے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

غرض جب تک کوئی قوم مرنے کے لیے تیار نہ ہو وہ زندہ نہیں ہو سکتی۔ جب تک دانہ مٹی میں نہیں ملتا شگوفہ نہیں نکلتا۔ اس طرح کوئی قوم بھی ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ ایک موت اختیار نہ کرے۔ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوا عَنْہُ (التوبة:100) یہ خوف اور تکالیف رائیگاں نہیں جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مختلف انداز میں اجر دیئے جانے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر کوئی احسان نہیں۔ یہ تو محض ہمیں اپنی عاقبت سنوارنے کا ایک اور موقعہ دیا جا رہا ہے۔ سورۃ محمد میں مذکور مختصر ارشادِ باری ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے: وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَھُمْ ۔ سَیَھْدِیْھِمْ وَیُصْلِحُ بَالَھُمْ ۔ وَیُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ عَرَّفَھَا لَھُمْ (محمد :5-7) اور وہ لوگ جنہیں اللہ کی راہ میں سخت تکلیف پہنچائی گئی، ان کے اعمال وہ ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ انہیں ہدایت دے گا اور ان کے حال درست کر دے گا۔ اور انہیں اس جنت میں داخل کرے گا جسے ان کی خاطر اس نے بہت اعلیٰ بنایا ہے۔

ان محسنوں کی قربانیوں کا بدلہ کم از کم ہم کمزور تو ہرگز نہیں اتار سکتے۔ یہ شہید اور غازی اپنا فرض ادا کرتے ہیں، کیا ہم بھی اپنی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ جماعت کی رونقیں بڑھانے کا یہ بھی ایک انداز ہے، جس کا ادراک ہم میں سے کچھ کو نہیں۔ کفر اور مادہ پرستی کے اس دور میں یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی تو ہے جس کا خون بہت ارزاں ہے۔ سازشیوں کے لئے اس ارزانی کا معیار اور ہے جبکہ عاشقانِ اسلام احمدیت کا پیمانہ بالکل الگ۔ شاید کسی ایسے وقت کے لئے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا تھا:

شہیدان محبت سے ہی میخانے کی رونق ہے
چھلکتا ہے ترے پیمانہ میں ان کا ہی خوں ساقی
دستِ عزرائیل میں مخفی ہے سب رازِ حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شرابِ زندگی

ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روحِ ایمانی تو دیکھ
عاشقوں کا شوقِ قربانی تو دیکھ
خون کی اس رہ میں ارزانی تو دیکھ

(کلامِ محمود)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

،قرآنِ کریم نے بھی اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ وہی شخص جس نے آنحضرت ﷺ کو نعوذ باللہ شہر کا ذلیل آدمی کہا تھا۔ صحابہ سخت غصہ میں آگئے اور اس کے بیٹے کو بھی خبر پہنچی تو اس کے بیٹے نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میرے باپ نے یہ الفاظ کہے ہیں اور آپ کی ہتک کی ہے اور نہایت ذلیل الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس کے لئے آپؐ سزا کا اور قتل کا فیصلہ فرمائیں اور یہ جائز ہوگا اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر میرا باپ کسی اور کے ذریعہ قتل ہوتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ کسی وقت میرے دل میں خیال آجائے کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو قتل کیا تھا اور رشتہ کے تعلق کا احساس بھڑک اٹھے اور میں بدلے کے لئے تیار ہو جاؤں۔ (عربوں میں اس زمانہ میں لوگ بدلہ لینے کے لئے ہر وقت تیار بیٹھے ہوتے تھے)۔ تو آپؐ مجھے حکم دیں کہ میں اپنے باپ کی گردن اڑا دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کوئی سزا نہیں دینے والا۔ لیکن جب وہ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے تو اُس نے اپنے باپ کو روک لیا کہ تم اس شہر میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک یہ اعلان نہ کرو کہ میں اس شہر کا ذلیل ترین آدمی ہوں اور آنحضرت ﷺ معزز ترین انسان ہیں۔ یہ الفاظ کہلوائے اور پھر اسے جانے دیا ورنہ یہ اعلان کیا کہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تو یہ وہ لوگ تھے جو انصار بنے اور انصار ہونے کا حق ادا کر دیا۔ یہ ہے ایمان جس کا آج ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ مگر کسی کی گردن اڑانے کے لئے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد تو دین کے نام پر تلوار اٹھانا بند ہو گیا ہے۔ یَضَعُ الْحَرْبَ والی حدیث تو واضح ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن جو جہاد ہے جس کے لئے ہمیں بلایا جا رہا ہے وہ نفس کا جہاد ہے، اپنی حالتوں کو درست کرنے کا جہاد ہے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا جہاد ہے۔ اپنے اندر اور اپنے خاندان میں قرآنی تعلیم کو لاگو کرنے کا جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تبلیغ کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچانے کا نام جہاد ہے۔ یہ وہ کام ہیں جو اس زمانہ میں ہم نے کرنے ہیں اور اس کے لئے انصار اللہ صفِ اوّل کے مجاہدین ہونے چاہئیں کیونکہ انہوں نے نعرہ لگایا ہے۔ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ۔

پس آپ کا نام انصار اللہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ چالیس سال کے بعد یہ نہ سمجھیں کہ ہم اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اب ہماری ذمہ داریاں ختم ہو گئی ہیں۔ نہیں۔ بلکہ آپ کی ذمہ داریاں پہلے سے بڑھ گئی ہیں۔ پہلے تو آپ ایک خادم تھے۔ خادم کو ایک حکم دیا جاتا ہے کہ یہ کرو یا فلاں کام کرو۔ اس نے فلاں کام کرنا ہے وہاں چلے جاؤ۔ وہی کام کرتا رہے گا۔ لیکن آپ لوگ اب اگلی منزل پر قدم رکھ چکے ہیں۔ انصار اللہ کہلانے والے ہیں تاکہ ہر معاملہ میں آپ خود آگے بڑھ کر دین کے مددگار بننے والے ہوں۔ پس یہ چیز آپ کو بن کے دکھانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے ہر دم تیار رہنا ہے۔ انصار اللہ کے جو تبلیغی پروگرام ہیں سب سے بڑھ کر مؤثر ہونے چاہئیں۔ پس اس طرف خاص طور پر توجہ دیں۔

پھر یہ کہ جب آپ نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا تو تعاونِ باہمی جو ہے، تعلقات جو ہیں، ان میں آپ کے رویّے اعلیٰ معیار رکھنے والے ہونے چاہئیں۔ پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں اور اس لئے پیدا کی ہیں کہ ان تبدیلیوں کی وجہ سے اسلام کی صحیح اور خوبصورت تصویر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ جب یہ حالت ہو گی تو پھر ہی آپ انصار اللہ کہلائیں گے اور تبھی آپ سچے مومن کہلائیں گے۔ آپ نے ایسے نمونے قائم کرتے ہوئے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، خدام الاحمدیہ کو بھی اپنے اوپر چلانے کی کوشش کرنی ہے، وہ آپ کے بچے ہیں۔ اطفال کو بھی اوپر چلانے کی کوشش کرنی ہے۔ لجنہ کے لئے بھی وہ نمونے قائم کرنے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ عورت سب سے زیادہ اپنے خاوند کی رازدار ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے سامنے بہترین نمونے پیدا کرو تاکہ اس کی تربیت ہو۔ جب اس کی تربیت ہو گی تو آپ کی اولاد کی تربیت ہو گی۔ جب آپ کی اولاد کی تربیت ہو گی تو آئندہ نسلوں کی تربیت ہو رہی ہو گی۔ اور جب آئندہ نسلوں کی تربیت ہو رہی ہو گی تو ہم آئندہ ایسی قوم کی تربیت کر رہے ہوں گے جس نے ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرانا ہے۔ یہ تسلسل سے کئے جانے والا کام ہے جس کی ذمہ داری انصار اللہ پر سب سے بڑھ کر ہے۔

پس ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ ذمہ داریاں ہیں جو آپ نے نبھانی ہیں۔ سچے مومن کی نشانی بھی یہی ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا، مومن جب عہد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ منہ نہیں پھیرتا۔ اگر پھیرے تو انصار اللہ ہونے کا یا مومن ہونے کا دعویٰ ہی فضول ہے۔ جو منہ پھیرنے والے لوگ ہیں ایسے لوگوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے یَعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ (سورۃ الحج آیت 12) یہ اللہ تعالیٰ کی سرسری عبادت کرنے والے ہیں۔ منہ سے کہہ دیا کہ ہم عبادت کرنے والے ہیں، ہم مدد کرنے والے ہیں لیکن حقیقت میں یہ لوگ نہیں ہیں، ان کے دلوں میں کچھ اور ہے، ان کا ایمان کامل نہیں ہے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہماری عمر بڑھ نہیں رہی۔ عمر کم ہو رہی ہے۔ آخری وقت قریب آ رہا ہے جس کے لئے ہمیں تیاری کرنی چاہئے۔ پس اپنے ایمان کو کامل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے وارث بن سکیں۔ پھر مومن کو اگر ابتلاء آئے تو منہ نہیں پھیر لیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابتلاء میں بھی مومن وہ ہیں جو کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے حصّہ لینے والے ہیں۔ یہ نہیں کہ جب بھلائی پہنچے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اپنے ایمان کے دعوے بڑھ بڑھ کر کرنے لگ جاتے ہیں۔

پس دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے، انصار ہونے کا حق ادا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے جائزے لیتے رہیں۔ اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہیں۔ اپنے گھروں میں اپنی اولادوں کے جائزے لیتے رہیں۔ اپنی بیوی بچوں کی طرف توجہ دیں۔ دنیا کمانا اور دنیا میں آکر دنیا میں غرق ہو جانا تو کام نہیں اور پھر دعویٰ یہ کرنا کہ ہم انصار اللہ ہیں۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو اس زمانے میں آپ پر ڈالی گئی ہے اور آپ نے وعدہ کیا ہے کہ ہم اس ذمہ داری کو نبھائیں گے۔

بڑی عمر میں انسان آتا ہے تو انصار میں داخل ہوتا ہے۔ اس کی دو صفیں بنائی گئی ہیں، صفِ اوّل اور صفِ دوم۔ لیکن بڑی عمر میں جس طرح عمر بڑھتی چلی جاتی ہے انسان کی طبیعت میں نرمی بھی آجاتی ہے اور اس نرمی کی وجہ سے کمزوری آجاتی ہے اور ایسی حالت میں پھر بعض دفعہ اولاد ابتلا بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد اس عمر میں ابتلا نہیں بننی چاہئے۔ اس طرح دنیا کمانے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ دنیا کمانے کا بہترین حصہ جو تجربہ کے لحاظ سے بھی ہے اور ویسے بھی ہے۔ وہ تو انصار اللہ کی عمر کا ہے۔ اگر اس کا جائزہ لیں تو جتنی عمر خدام الاحمدیہ کے کمانے کی ہے، اگر ایک خادم صحیح عمر پہ کام پر لگ جاتا ہے تو وہ پچیس سال ہے لیکن تجربہ کے لحاظ سے اور کمانے کے معراج تک پہنچنے کے لحاظ سے چالیس سال سے لے کر 65 سال تک انصار اللہ کی عمر اس سے زیادہ بنتی ہے جب وہ پیشے کے لحاظ سے بھی اوپر پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اپنی تنخواہ کے لحاظ سے بھی جو اس کی سکیلنگ (Scaling) ہوتی ہے اس تک پہنچ چکا ہوتا ہے۔ کام کے لحاظ سے بھی اور عمر کے لحاظ سے بھی انصار اللہ کی عمر ایسی ہے جو بہرحال جس طرف بھی اس کو لے کر جاتی ہے، جوں جوں اس کا تجربہ بڑھتا ہے اس کی آمد بڑھتی ہے اور پھر طبیعت میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اپنے بچوں کا خیال آتا ہے، پھر مال کمانے کی طرف مزید توجہ پیدا ہوتی ہے اور پھر توجہ صرف مال کی طرف رہ جاتی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے ہیں اور اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری اولادیں اور تمہارے مال تمہارے لئے ابتلاء نہ بن جائیں۔ بڑی عمر میں اولاد کی خاطر مال جمع کرتا ہے۔ ایک یہ وجہ بن جاتی ہے کہ اولاد کی خواہشات کی خاطر کمزوریاں دکھاتا ہے۔ آہستہ آہستہ جوں جوں اس کی اہمیت بڑھتی ہے اور تجربہ بڑھتا ہے تو ایک انسان کی مانگ بڑھتی ہے۔ اگر اس میں صحیح ایمان نہ ہو تو دنیا دار بن جاتا ہے اور دنیا کمانے کی طرف رجحان بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بہتر پوزیشن حاصل کرنے کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے۔ بہتر تنخواہ حاصل کرنے کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے۔ اس کی دوسری صورتیں بھی ہوسکتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ اولاد اور مال کے جو ابتلاء ہیں ان سے بچو۔ یہ تمہارے لئے فتنہ ہیں۔ اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (انفال: 29)۔ پس اس طرف بھی انصار اللہ کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بعض دفعہ ایسی بھی صورتیں ہو جاتی ہیں کہ جماعتی نظام اولاد کی تربیت کے لئے اگر کوئی ایکشن لیتا ہے تو بعض لوگ اَنا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں کہ جماعت نے غلط کیا ہے۔ اپنے بچوں کی خواہشات کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی بہت زیادہ گہرائی میں جا کر جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں اور ان ملکوں میں رہ کر بچوں سے لاڈ کر کے وہ ان کی بھلائی اور بہتری کے سامان نہیں کر رہے ہوتے بلکہ ان کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے۔ پس انصار اللہ پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

پھر یہ کہ انصار اللہ کو عبادت کا حق ادا کرنے والا ہونا چاہئے جو ایک انتہائی ضروری اور اہم چیز ہے۔ اس کے لئے انسان کی پیدائش کی گئی۔ انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔ تو جو عبادت کا حق ادا نہیں کرتے وہ پھر انصار اللہ کیسے کہلا سکتے ہیں؟ جو مقصد میں نے ابھی حواری ہونے کے اور اس حوالہ سے انصار اللہ بننے کے بتائے ہیں تو کیا ایسے لوگ پھر حواری کہلانے کے مستحق ہیں؟ صحیح اور پکے مومن کہلانے کے مستحق ہیں؟۔ ایسے لوگ تو مومن نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ایسے لوگ انصار اللہ کہلا سکتے ہیں۔

انصار اللہ کی عبادتیں کیسی ہونی چاہئیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مَوْرٌ مُّعَبَّدٌ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر، پتھر، ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے۔ اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع واقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔‘‘

فرمایا ’’مَیں پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درخت اس میں پیدا ہو کر نشوونما پائیں گے اور وہ اثمارِ شیریں وطیّب ان میں لگیں گے جو اُکُلُھَا دَآئِمٌ (سورۃ الرعد آیت 36) کے مصداق ہوں گے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 347 مطبوعہ ربوہ)

یہ چیزیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سب سے چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں (آج کل تو سرمہ اتنا استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن بعض ملکوں میں ہوتا بھی ہے) اور سرمہ یا تو آنکھوں کی خوبصورتی کے لئے یا آنکھوں کی بیماری کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پس جو عبادت کرنے والے ہیں ان کو بھی اپنے معیار اتنے اونچے کرنے چاہئیں کہ عبادتیں ان کی خوبصورتی بھی بن جائیں اور ان کی بصارت اور بصیرت کے لئے، اللہ تعالیٰ کا فہم وادراک

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

حاصل کروانے کے لئے ہر دم ان کی رہنمائی کرنے والی ہوں۔ان سے وہ کام کروانے والی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔عبادت وہ ہو کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔پس یہ ہے عبادت کا معیار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں۔

پھر آپ نے آئینہ کی مثال دی کہ درستی اور صفائی کی جائے تو اس میں شکل نظر آتی ہے۔تو عبادتیں بھی ایسی ہوں کہ ہماری عبادتوں میں ہمیں خدا نظر آنے لگ جائے۔ہماری عبادتیں دکھاوے کی عبادتیں نہ ہوں۔ہمارا مسجد آنا یا اجلاس پہ آنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو، نہ کہ دکھاوے کے لئے۔اور جب یہ معیار ہم حاصل کرلیں گے تو پھر ہم اپنی بقا کے سامان بھی پیدا کر رہے ہوں گے۔اپنے بیوی بچوں کی بقا کے سامان بھی پیدا کر رہے ہوں گے۔اپنی نسلوں کی حفاظت بھی کر رہے ہوں گے۔پس یہ معیار ہم نے حاصل کرنے ہیں۔

پھر فرمایا کہ جو اچھی زمین تیار کی جائے اس میں انواع و اقسام کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔تو یہ باتیں ہیں جو ثمر آور ہوں گی اور ایسے پھل لائیں گی جو نہ صرف ہمارے اندر پاک تبدیلی کے معیار پیدا کریں گی بلکہ اس کی وجہ سے ہم اپنے ماحول میں اللہ اور رسولؐ کا پیغام پہنچا کر نیک اور پاک اور سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچ رہے ہوں گے اور اپنی اولادوں کی تربیت کر کے ان کو بھی پھلوں سے لاد رہے ہوں گے۔ان کی بہترین پرورش کر کے اور اپنے اردگرد کے ماحول میں اور معاشرے میں تبلیغ کے ذریعہ سے بھی پھل حاصل کر رہے ہوں گے تو دنیا کو خدا تعالیٰ کے دامن میں لانے والے ہوں گے۔اور یہی چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بنتی ہیں۔پس ایسے باغ لگانے کی ہم نے کوشش کرنی ہے جو ہمیشہ پھل دار باغ ہوں۔جو ایسے سدا بہار درخت ہوں جن میں ہمیشہ پھل لگتے رہیں اور کبھی خزاں نہ آنے پائے۔تو یہ کوششیں بھی ہم نے کرنی ہیں۔محنت اور اخلاص اور وفا اور عبادتوں کے درخت جب ہم اپنے دلوں میں لگائیں گے تو یہ ہمیں حقیقی انصاراللہ بنائیں گے۔

پس یہ باتیں ہیں جو ہمیں بحیثیت انصاراللہ اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو نبیوں کی جماعت کے بارہ میں کہہ ہی چکا ہے کہ وہ غالب آئیں گے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَ غْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِی (سورۃ المجادلۃ آیت22) کہ لکھی ہوئی بات ہے کہ مَیں نے اور میرے رسولوں نے غالب آنا ہی آنا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت اس غلبہ کو نہیں روک سکتی۔اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ میں نے غالب آنا ہے۔دوسری طرف یہ اعلان کروایا کہ کون ہیں انصاراللہ جو اللہ کے کاموں میں مددگار بنیں۔تو کیا اللہ تعالیٰ بندوں کی مدد کے بغیر غالب نہیں آسکتا؟ کیا اللہ تعالیٰ کو غالب آنے کے لئے بندوں کی ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ غالب آئے گا اور ضرور آئے گا۔آج بھی جماعت احمدیہ دنیا میں پھیل رہی ہے تو کسی انسانی کوشش سے نہیں پھیل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ خود فرشتوں کے ذریعہ سعید روحوں کو اس طرف پھیر رہا ہے۔اور ہمارے آباؤ اجداد میں بہت سے ایسے ہیں جو کسی دلیل کے بغیر، کسی علم کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے احمدیت کی طرف مائل ہوئے۔ان میں بعض خوابوں کے ذریعہ احمدی ہوئے۔پس یہ غلبہ تو انشاء اللہ ہوگا لیکن اگر ہم اس میں شامل ہو جائیں گے تو ثواب سے حصہ لینے والے ہوں گے جو اس کام کے صلہ میں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی بڑائی کے لئے نہ ہماری عبادتوں کی ضرورت ہے، نہ اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ہماری کوششوں کی ضرورت ہے، نہ ہماری مدد کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ (سورۃ یوسف آیت22) کہ اللہ اپنے فیصلہ پر غالب ہے۔اللہ تعالیٰ نے جب یہ فیصلہ کرلیا کہ وہ اور اس کے رسول غالب آئیں گے تو پھر انصار اللہ کی مدد کی ضرورت نہیں۔اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے فیصلہ میں اور اس کو پورا کرتا ہے۔یہ تو صاف ظاہر ہے۔جیسا کہ مَیں نے کہا، یہ تو ہماری بہتری کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پاک کرنے کے لئے یہ فرما رہا ہے۔ہمیں اس ثواب میں حصہ دار بنانے کے لئے فرما رہا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا ہی فائدہ ہے کہ یہ نیک کام جس کی طرف تمہیں بلایا جا رہا ہے، جس کا اعلان منہ سے کیا ہے اس کا اپنے نمونوں سے بھی اعلان کرو۔دلوں میں بٹھاؤ اس کو اور اس کا اظہار کرو۔یہ تمہارے فائدہ کے لئے ہے۔اگر تم اس کا فائدہ جانو تو کبھی ذرہ بھر بھی تمہارے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو یا یہ گنجائش نہ رکھو کہ ہم نے دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے بلکہ ہمیشہ دین تمہاری دنیا پر مقدم رہے گا۔پس یہ سوچیں ہیں جو ہم نے اپنے اندر پیدا کرنی ہیں۔جو زمین و آسمان کا مالک ہے، جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے، جو نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے اور نہ تھکتا ہے تو کیا وہ اپنے نبی کی مدد سے تھک جائے گا؟ یہ تو خیال ہی باطل ہے۔پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔اپنی اطاعت میں کامل ہونے کی ضرورت ہے۔اخلاق میں اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور پہلے سے بڑھ کر ضرورت ہے۔اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جو ہوا چلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بخود دلوں کو پھیر رہا ہے۔اگر ہماری کوشش سے کسی کا دل پھرتا ہے تو اس کا ثواب ملے گا کیونکہ دعوت الی اللہ بڑا کام ہے جس کے ذریعہ غلبہ ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ تو دلوں کو پھیر رہا ہے۔جن کے دل اللہ تعالیٰ پھیرنا چاہتا ہے، جنہیں ہدایت دینا چاہتا ہے وہ پیغام کے متلاشی ہیں۔اگر یہ پیغام آپ کے ذریعہ پہنچ جائے تو اس کا ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو کہا کہ انصاراللہ بنو تو اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ دعوت الی اللہ کے ذمہ دار بن جاؤ۔دلوں کو پھیرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس نے اس کا اعلان فرمایا ہوا ہے لیکن جب دلوں کو پھیرنے کی یہ ہوا چل رہی ہے تو اس میں جب تم مددگار بننے کا اعلان کر رہے ہو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن رہے ہو گے۔پس اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

نیک لوگوں کی، پاک لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے مددگاروں کی اور ان لوگوں کی جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا نشانی بتائی ہے۔فرمایا وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (ال عمران:105) اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بھلائی کی طرف بلاتے رہیں، اچھی باتوں کی تعلیم دیں، بری باتوں سے روکیں اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔اب اس میں انصار اللہ کے مختلف طبقوں کے جو لوگ ہیں وہ ہر ایک اپنے اپنے جائزے لیں۔جو سمجھتے ہیں کہ 65 سال کے بعد ہم ریٹائرڈ ہو گئے، کچھ کام نہیں کر سکتے، ان کو اس نیکی سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔وہ اپنے آپ کو جماعتی کاموں میں شامل کریں۔ نیکی کی جو تعلیم دینے والی ہے وہ اپنے گھروں سے شروع کریں، اپنے ماحول سے شروع کریں، اپنے قریبی رشتہ داروں سے شروع کریں۔ان سے تربیتی پہلوؤں اور نیکی کے کاموں کی باتیں کریں۔نیکیوں کی تلقین کریں۔جماعت سے تعاون اور اخلاص کا تعلق ہر ایک سے جوڑیں۔بعض میں بلاوجہ عہدیداروں کے خلاف یا نظامِ جماعت کے خلاف رنجشیں اور کدورتیں پیدا ہو جاتی ہیں، اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ہر طبقہ جو ہے اور ہر عمر والا جو ہے وہ اس میں حصہ لے سکتا ہے۔تبلیغ کے میدان میں بعض لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہمیں زبان نہیں آتی، کیسٹس تیار ہیں، ڈی وی ڈی بنی ہوئی ہیں، ایم ٹی اے کا ایک رابطہ ہے۔اور میں انصار اللہ کو یہ کہا کرتا ہوں کہ جو اولڈ پیپلز ہومز (Old Peoples Homes) ہیں، ان کے پاس جا کر بیٹھ جائیں۔بہت سارے ہیں جن کو زبان نہیں آتی اور بوڑھوں کو باتیں کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔اس سے ان کی اپنی زبان بھی ٹھیک ہو جائے گی اور کچھ نہ کچھ پیغام بھی ان تک پہنچ جائے گا۔آنحضرت ﷺ تو اگر کوئی بسترِ مرگ پر بھی ہوتا تھا تو اس کو بھی پیغام پہنچاتے تھے۔بڑی حسرت ہوتی تھی کہ کاش یہ اسلام کو قبول کر لے۔اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کر دے اور آنحضرت ﷺ کے لئے اعلان کر دے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تا کہ اس کی آخرت سنور جائے۔پس یہ درد ہے جو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔جس کا اسوہ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔اس عمر میں جب ہم آہستہ آہستہ اپنی عمر میں بھی بڑھ رہے ہیں اور ایک لحاظ سے ہماری عمریں کم ہو رہی ہیں تو ہمیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ جس حد تک دنیا کو بچانے کے لئے ہم کوشش کر سکتے ہیں کریں اور تبلیغ کے میدان میں تیزی پیدا کریں۔تربیت کے میدان میں تیزی پیدا کریں۔

اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔تم یہ کام کرو گے تو اس کا اجر پاؤ گے یعنی تم کامیاب ہو گے۔تم اپنی زندگی کے مقصد کو پانے والے ہو گے۔اور جو لوگ اپنی زندگی کے مقصد کو پالیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لیتے ہیں بشرطیکہ ان کی زندگی کا مقصد وہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رکھا ہے۔اور ہماری پیدائش کا مقصد عبادت اور اس کے نام کی بڑائی ہے۔اس کی مخلوق کی خدمت اور اس کے پیغام کو پہنچانا ہے۔پس جب آپ کہتے ہیں نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم لوگ کامیاب ہو جاؤ گے۔پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم فلاح کے راستے تلاش کرتے چلے جائیں اور ان راستوں پر قدم مارتے چلے جائیں۔

ان حواریوں نے جن سے اللہ تعالیٰ نے یہ خطاب فرمایا کہ میں تمہیں کامیاب کروں گا۔دوسرے یہ فرمایا کہ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (سورۃ آل عمران آیت 53) کہ گواہ بن جاؤ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔پس آج ہم میں سے ہر ایک کو یہ اعلان کرنا چاہئے کہ ہم نے جو یہ باتیں سنیں تو ہم کامل فرمانبرداری اور کامل اطاعت سے اللہ تعالیٰ کے انصار بننے کا اعلان کرتے ہیں۔پس اطاعت کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔اخلاص کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔خلافت کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنے کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔تبلیغ کے نمونے بڑی شان سے دنیا کو دکھا دیں۔تربیت کے نمونے پہلے سے بڑھ کر اپنے گھروں میں قائم کر دیں۔دعا اور عبادت کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ کرنے والے ہوں۔یہی چیزیں ہیں جو آپ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے قائم کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔اور پھر انشاء اللہ آپ بھی ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کے نظارے دیکھیں گے اور نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہہ کر نہ صرف مدد کر رہے ہوں گے بلکہ اُس کے نتیجہ میں آپ کو اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے نظر آ رہے ہوں گے۔کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔جنہوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا تھا، ان کا کہنا اور کوششیں اسی حد تک نہیں تھیں کہ انہوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہہ دیا اور بات ختم ہوگئی بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد کا ہی نظارہ تھا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ ذکر فرمایا وہاں دوسری آیت میں فرمایا فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاھِرِیْنَ۔(سورۃ الصف:15) پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آگئے۔پس ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ اعلان کیا کہ مَیں نے اور میرے رسولوں نے غالب آنا ہے، یہ بتا رہا ہے کہ غلبہ انشاء اللہ ہونا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام کئی مرتبہ ہوا۔اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایک دن انشاء اللہ احمدیت نے ساری دنیا پر غالب آنا ہے۔دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے مددگار بننے والوں کی مدد کے ذریعہ ان کا غلبہ یہ بتا رہا ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو ایمان لائے ان کی دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آگئے تو اللہ تعالیٰ ایمانداروں کی، مومنوں کی جب مدد کرتا ہے تو مومن غالب آتے ہیں۔تو میں بتا رہا تھا کہ اگر ہم ایمان میں خالص رہیں، اپنی حالتوں پر نظر رکھنے والے ہوں تو ہم میں سے ہر ایک، تمام افرادِ جماعت جو ہیں اس مدد کے نظارے دیکھیں گے۔خدا کرے کہ ہم حقیقت میں اپنے پہ نظر رکھنے والے ہوں۔اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔اپنی حالتوں کو بدلنے والے ہوں اور فتح و کامرانی کے نظارے دیکھنے والے ہوں اور سچے اور حقیقی انصار اللہ بننے والے ہوں اور انشاء اللہ جب ہم یہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے نظارے بھی دیکھیں گے۔اللہ کرے وہ ہمیں جلد دکھائے۔اب دعا کرلیں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا ایڈریس یہ ہے:

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب

ماہنامہ ''النور'' امریکہ جون 2009ء میں حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا ذکرخیر مکرم عبدالغفار ڈار صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

ملک صاحب مرحوم حضرت مصلح موعودؓ کے دَورِ خلافت میں آئے اور بہت جلد اپنے علم وفضل اور اخلاص کی وجہ سے حضور کی خصوصی توجہ کا مورد بن گئے۔ یہ 1934ء کی بات ہے جبکہ خاکسار قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی آخری کلاس میں زیرتعلیم تھا۔ اُس زمانہ میں قادیان میں بہت بڑی احرار کانفرنس ہوئی تھی۔ ملک صاحب احراریوں کی ایک ذیلی تنظیم کے جنرل سیکرٹری تھے۔ اُن کے دل میں تجسس پیدا ہوا کہ قادیان کو خود بھی دیکھوں کہ یہاں کیا کچھ ہے۔ جب ہندو بازار سے ہوتے ہوئے احمدیہ بستی میں داخل ہوئے تو بہشتی مقبرہ دیکھنے کا خیال آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر پہنچے تو یکا یک اُن کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے اور انہوں نے دعا کی کہ اے ربّ کریم اگر یہ شخص سچا ہے تو میری راہنمائی فرما۔ آپ بہت خاموش طبع تھے چنانچہ خاموشی کے ساتھ جیسے آئے تھے واپس چلے گئے۔ لیکن اُن کا رجحان اس دعائے خاص کے بعد بہرحال احمدیت کی طرف ہوا اور بہت تحقیقات اور تبادلۂ خیالات کے بعد اُنہیں شرح صدر ہوا۔ ملک صلاح الدین صاحب اور ملک عبدالرحمٰن صاحب خادمؔ جیسے مخلص نوجوانوں کے ساتھ ان کے مذاکرات ہوئے اور 1935 کے جلسہ سالانہ میں انہوں نے شمولیت کی اور یکم جنوری 1936 کو حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

اُن دنوں میں ایک نومسلم نوجوان کشمیری پنڈت شیخ محبوب الٰہی صاحب (سابق پنڈت رادھا کشن) جو سرینگر کے گریجوایٹ تھے اور احمدیت قبول کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے تحت قادیان میں مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ملک سیف الرحمٰن صاحب سے بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں اسلامیات کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ برسبیل تذکرہ عرض ہے کہ ہمارے بزرگ استاد حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے خاکسار کو بورڈنگ میں مانیٹر مقرر فرمایا ہوا تھا۔ فجر کی نماز میں حضرت مولوی صاحب ہماری چارپائی کے قریب رکھے ہوئے لکڑی کے ایک صندوق کو اپنی سوٹی سے کھٹکھٹا کر مجھے جگاتے تھے اور پھر میں فوراً وضو کرکے دیگر طلباء کو بھی بیدار کرتا تھا۔ پھر ہم مسجد اقصیٰ جاکر نماز فجر ادا کرتے تھے۔ واپس آکر سارے طلباء تلاوتِ قرآن کریم کرتے اس کے بعد ہمارے دن بھر کے پروگرام جاری رہتے۔ 1936ء میں فیصلہ ہوا کہ جو طلباء اب جامعہ احمدیہ میں پڑھتے ہیں وہ جامعہ احمدیہ کے ہوسٹل میں اپنا قیام کریں۔ چنانچہ پھر میں جامعہ احمدیہ میں چلا گیا۔

جامعہ احمدیہ اور ہمارا ہوسٹل محلّہ دارالعلوم میں واقع تھے۔ اسی زمانہ میں ملک سیف الرحمٰن صاحب کے والد صاحب ضلع خوشاب کے ایک گاؤں سے اپنے بیٹے کو لینے قادیان آئے لیکن اِس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے۔ پھر قادیان میں ملک صاحب کے تعلیمی انتظامات دیکھ کر انہوں نے بھی ملک صاحب کو قادیان میں ہی رہنے کی اجازت دیدی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس نیکی کو اس طرح قبول کیا کہ اُنہیں اور اُن کی اہلیہ، دونوں کو، قبول احمدیت کی توفیق عطا ہوگئی۔

میں 1938ء میں قادیان سے اپنی تعلیم سے فارغ ہوکر اپنے وطن چلا گیا۔ اس طرح سے گویا دو سال ہی ہمارا باہم رابطہ رہا مگر ملک صاحب کے اُس زمانہ کا جبکہ آپ کا زمانہ عالم شباب کا تھا، آپ کا مزاج ایسا صوفیانہ دیکھا جس میں زندہ دلی بھی تھی۔ وہ محبت وخلوص کے پیکر تھے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ یاد رکھے جانے کے قابل تھے اور ہمیشہ ہی یاد رہے۔ 1948ء میں خاکسار ہفت روزہ ''اصلاح'' سرینگر بحق سرکار ضبط ''بند'' ہونے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر لاہور چلا آیا۔ ہماری باہم پھر ملاقات ہوئی۔ پھر رابطہ قائم ہوا۔ قادیان کے بعد لاہور میں بھی ملک صاحب حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کو پڑھایا کرتے تھے۔ ملک صاحب مختلف جماعتی ذمہ داریاں بھی سنبھالے ہوئے تھے۔ عربی علوم کے کئی امتحان پاس کرچکے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو دیوبند اور فتح پور کے علماء کی طرف بھی بھیجا تھا۔ تقریباً ایک سال آپ دیوبند اور اس کے بعد دہلی میں غیراز جماعت جیّد علماء سے فقہ اور علم حدیث اکتساب کرتے رہے۔ ایک بڑی فضیلت آپ کو یہ حاصل ہوئی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے مفتی سلسلہ احمدیہ کے اہم منصب پر آپ کا تقرر فرمایا۔ پھر آپ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل بھی رہے۔

محترم ملک صاحب 1912ء میں پیدا ہوئے اور 77 سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کے بارہ میں بھرپور مضمون لکھ کر کماحقہٗ اپنا حقِ شاگردی ادا فرمایا۔ حضورؒ کسی کے بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے مبالغہ سے ہرگز کام نہیں لیتے تھے۔ آپؒ نے بجا طور پر فرمایا: ''دینی علوم میں، علومِ نقلیہ کے علاوہ آپ کو عقل کی ایسی روشنی عطا ہوئی تھی جو علوم پر حکمت کے پہرے بٹھائے رکھتی تھی''۔

میں نے ہمیشہ حضرت ملک صاحب کا چہرہ متبسم دیکھا۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے دو فقروں میں آپ کی شخصیت کو یوں پیش فرمایا ہے کہ: ''علم میں بھی ان کا کوئی بدل نہیں اور انکسار میں بھی ان کا کوئی بدل نہیں۔''

محترمہ فرحت سکینہ اختر صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 جنوری 2010ء میں مکرم مسعود احمد ناصر وینس صاحب نے اپنی والدہ محترمہ فرحت سکینہ اختر صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔

مکرمہ فرحت سکینہ اختر صاحبہ 1936ء میں کالیہ ضلع شیخوپورہ میں ایک معزز زمیندار مکرم محمد اسماعیل صاحب چندھڑ کے گھر پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ محترمہ رحیم بی بی صاحبہ نیک سیرت اور خدمت خلق کرنے والی خاتون تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے جب ایک بار کالیہ تشریف لائے تو اجلاس کے بعد فرمایا کہ جہاں رحیم بی بی صاحبہ جیسی نیک اور فرشتہ سیرت خاتون موجود ہیں، اس کا نام کالیہ کیسے ہوسکتا ہے۔ لہٰذا آج سے اس مقامی جماعت کا نام کالیہ نوریہ ہوگا۔ کالیہ ان لوگوں کے لئے ہے جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی معرفت اور ہدایت سے نا آشنا ہیں۔ حضورؒ نے محترمہ رحیم بی بی صاحبہ کی خدمت خلق کا بھی ذکر کیا۔ جب اُن کی وفات 1983ء میں ہوئی تو جنازہ ربوہ لایا گیا۔ حضورؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر قبرستان جاکر دعا بھی کروائی۔

محترمہ فرحت سکینہ صاحبہ کو بچپن ہی سے قرآن کریم پڑھنے پڑھانے سے شغف تھا۔ پہلے آپ کا نام سکینہ تھا کہ ایک جلسہ پر آپ کو ہنستے مسکراتے ڈیوٹی دیتے ہوئے دیکھ کر حضرت سیدہ نواب مبارکہ صاحبہؓ نے سردی کی وجہ سے آپ کو نہ صرف اپنا سویٹر بھی اتار کر دیدیا بلکہ آپ کا نام فرحت سکینہ اختر رکھ دیا۔

ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر گاؤں کی پانچ لڑکیاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ایک لڑکی نے حضورؓ سے عرض کیا کہ سکینہ قرآن کریم کا درس بہت اچھا دیتی ہے۔ حضورؓ نے قرآن کریم منگوایا اور آپ کو درس دینے کا ارشاد فرمایا۔ آپ کی گھبراہٹ کو جب حضورؓ نے پدرانہ شفقت سے دُور کردیا اور آپ نے سورۃ الفاتحہ کا درس دیا تو حضورؓ نے پوچھا کہ آپ نے ترجمہ وتفسیر کہاں سے سیکھی ہے؟ آپ نے حضرت سید لال شاہ صاحب کا نام لیا تو حضورؓ نے فرمایا کہ ''آپ نے اُن کی شاگردی کا حق ادا کردیا ہے اسے آئندہ بھی زندگی میں جاری رکھنا اور شادی کے بعد چھوڑ نہ دینا''۔ آپ کی شادی موضع ''بیداد پور'' ضلع شیخوپورہ کے معزز زمیندار گھرانے حضرت چوہدری محمد حیات صاحبؓ کے اکلوتے بیٹے چوہدری احمد حیات صاحب وینس کے ساتھ ہوئی۔ آپ نے سسرالی گاؤں آکر بھی قریباً سارے گاؤں کی بچیوں کو قرآن کریم سکھایا۔ پھر لاہور میں اور ربوہ آکر بھی بے شمار بچوں کو قرآن کریم پڑھایا اور خواتین کے اجلاسات میں لمبا عرصہ درس قرآن بھی دیا۔ اسی وجہ سے آپ کو قرآن کریم قریباً حفظ ہوچکا تھا۔

آپ انتہائی صابرہ شاکرہ شفیق ملنسار دعاگو مہمان نواز اور خوش خلق خاتون تھیں۔ تصنع یا بناوٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔ آپ خلافت کی فدائی اور پُرجوش داعی الی اللہ تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود سے گہرا عشق و وفا کا تعلق رکھتی تھیں۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں اور اولاد کو بھی اس کی تلقین فرماتیں۔ موصیہ تھیں اور سارے واجبات اپنی زندگی میں ادا کرچکی تھیں۔ آپ نے قریباً 22 سال کا عرصہ ایام بیوگی میں صبر شکر سے گزارا۔ ہمدردی مخلوق خدا کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ہمیشہ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتی تھیں اور کوئی موقع خدمت خلق کا ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھیں۔ اپنی پنشن اور دوائی کی رقم بھی بسااوقات غرباء کو دیدیتی تھیں۔ رمضان میں اشیائے خورونوش کے پیکٹ بناکر غرباء کو بھجواتیں۔

آپ نہایت باہمت خاتون تھیں۔ خاوند کی وفات کے بعد انتہائی نامساعد حالات کے باوجود سب بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ ترکہ میں ملنے والی زمین اور گھر کو خیرباد کہہ کر بچوں کی تربیت کی خاطر ربوہ میں رہائش رکھی۔ بچوں کی شادیاں کیں۔ اپنے بڑے بیٹے اور ایک نواسے کو حافظ قرآن بنانے کی سعادت پائی۔

اقرباء پروری کا جذبہ ہمیشہ موجزن رہتا تھا اور جب کسی سے ناراضگی ہوتی تو ہمیشہ سلام میں پہل کیا کرتی تھیں اور ناراضگی دل میں نہ رکھتی تھیں۔ کوئی لالچ نہ تھا۔ ترکہ میں ملنے والی جائیداد بھی اپنے بھائیوں کو ھبہ کردی۔ عید کے موقع پر محلے کی سب بچیوں کو جو گھر ملنے آتی تھیں عیدی ضرور دیتیں۔ اگر کوئی بچہ گھر نہ آتا تو اس سے شکوہ کرتی تھیں کہ تم عید ملنے کیوں نہ آئے۔

شعروشاعری سے شغف تھا۔ درّثمین کی کئی نظمیں زبانی یاد تھیں۔ پنجابی زبان میں قرآن کریم کا شعری ترجمہ بھی کیا کرتی تھیں۔ اپنے اچھے حافظہ کی وجہ یہ بیان کرتیں کہ بچپن سے ہی عربی قصیدہ یاد کیا ہوا تھا۔

15/اگست 2007ء کی شب نماز عشاء سے قبل غسل کیا، پھر عشاء کی نماز ادا کی اور پھر لیٹ کر دعائیں کرتی رہیں اور بلند آواز سے درود شریف پڑھ کر مولائے حقیقی سے جاملیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی غائبانہ نماز جنازہ لندن میں پڑھائی۔ آپ نے 3 بیٹیاں، 4 بیٹے اور متعدد نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں چھوڑے۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ جولائی، اگست 2008ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نعت شامل اشاعت ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ازل سے ہی تو خاتم الانبیاء تھا
ازل سے ہی تو نقطۂ منتہاء تھا
جب ارض وسما، نہ زمان و مکاں تھا
اندھیرا خلا تھا، دھوآں ہی دھوآں تھا
تھی بزمِ عناصر عجب زلزلوں میں
جب آدم تھا تخلیق کے مرحلوں میں
نظر تب بھی خالق کی تجھ پر لگی تھی
اور ایسی نظر جس میں وارفتگی تھی
ترے واسطے ہی یہ سب غلغلہ تھا
ترے واسطے ہی جہاں سج رہا تھا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

11th March 2011 – 17th March 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 11th March 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th July 1996.
02:25 Historic Facts
03:00 MTA World News & Khabranama
03:40 Hadhrat Musleh Ma'ood (ra)
04:30 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd March 1995.
05:35 Jalsa Salana Holland: an address delivered by Huzoor, on 5th June 2004.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Historic Facts
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 5th March 2011.
08:30 Siraiki Service
09:30 Rah-e-Huda
11:00 Indonesian Service
11:55 Tilawat
12:05 Zinda Log
13:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:50 Friday Sermon [R]
18:05 MTA World News
18:30 Jalsa Salana Germany: English address delivered by Huzoor, on 24th August 2003.
19:00 Seerat-un-Nabi (saw)
19:30 Yassarnal Qur'an
20:05 Fiq'ahi Masa'il
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Science and Medicine Review & Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 12th March 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 International Jama'at News
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th July 1996.
02:20 MTA World News & Khabarnama
02:55 Friday Sermon: rec. on 11th March 2011.
04:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Yassarnal Qur'an
07:35 Jalsa Salana Holland: concluding address delivered by Huzoor, on 6th June 2004.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 20th May 1995. Part 2.
09:40 Friday Sermon [R]
10:50 Indonesian Service
11:55 Tilawat
12:05 Zinda Log
12:50 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:45 Bangla Shomprochar
14:50 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist with Huzoor, recorded on 12th March 2011.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:20 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
19:30 Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30 International Jama'at News
21:05 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:10 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 13th March 2011

00:55 MTA World News & Khabarnama
01:30 Tilawat
01:40 Dars-e-Hadith
02:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th July 1996.
03:05 MTA World News & Khabarnama
03:40 Friday Sermon: rec. on 11th March 2011.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:10 Dars-e-Hadith
06:20 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist with Huzoor, recorded on 12th March 2011.
07:20 Zinda Log
08:00 Faith Matters
09:05 Jalsa Salana Canada: an address delivered by Huzoor, on 3rd July 2004, from the ladies JalsaGah.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon.
12:00 Tilawat
12:05 Yassarnal Qur'an
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:10 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 13th March 2011.
16:15 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:35 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
19:40 Real Talk
20:40 Food for Thought
21:20 Jalsa Salana Canada [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:15 Ashab-e-Ahmad

Monday 14th March 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 International Jama'at News
01:40 Zinda Log
02:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th July 1996.
03:15 MTA World News & Khabarnama
03:50 Friday Sermon: rec. on 11th March 2011.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Seerat-un-Nabi (saw)
07:50 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist with Huzoor, recorded on 12th March 2011.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st August 1997.
10:05 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 31st December 2010.
11:05 Jalsa Salana Speeches
11:45 Tilawat
11:55 International Jama'at News
12:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon: rec. on 10th June 2005.
15:15 Jalsa Salana Speeches [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th July 1996.
20:35 International Jama'at News
21:05 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
22:15 Jalsa Salana Speeches [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Tuesday 15th March 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:55 Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th July 1996.
02:40 MTA World News & Khabarnama
03:15 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st August 1997.
04:20 Seerat-un-Nabi (saw)
05:05 Jalsa Salana Canada: concluding address delivered by Huzoor, on 4th July 2004.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Science and Medicine Review & Insight
07:05 Yassarnal Qur'an
07:30 Engineers Symposium
08:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 13th March 2011.
09:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recoded on 13th April 1996. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 30th April 2010.
12:15 Tilawat
12:25 Zinda Log
13:05 Science and Medicine Review & Insight
13:35 Bangla Shomprochar
14:35 Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 4th October 2009.
15:25 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 11th March 2011.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:15 Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 16th March 2011

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th July 1996.
03:25 MTA World News & Khabarnama
04:00 Question and Answer Session: recorded on 13th April 1996. Part 2.
05:10 Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 4th October 2009.
06:05 Tilawat
06:15 Dua-e-Mustaja'ab
06:55 Yassarnal Qur'an
07:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:55 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist with Huzoor, recorded on 12th March 2011.
09:10 Question and Answer Session: recorded on 12th May 1996. Part 1.
10:05 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:15 Tilawat
12:30 Dars-e-Hadith
12:50 Zinda Log
13:20 Friday Sermon: rec. on 17th June 2005.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Fiqahi Masail
16:55 Dars-e-Hadith
17:25 Land of the Long White Cloud
18:00 MTA World News
18:25 Jalsa Salana Germany: English address delivered by Huzoor, on 24th August 2003.
18:55 Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:35 Real Talk
20:40 Yassarnal Qur'an [R]
21:15 Fiqahi Masail [R]
21:50 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
23:05 Friday Sermon [R]

Thursday 17th March 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 Dars-e-Hadith
01:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 31st July 1996.
02:00 Fiqahi Masail
02:30 MTA World News & Khabarnama
03:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
03:35 Dua-e-Mustaja'ab
04:15 Friday Sermon: rec. on 17th June 2005.
05:00 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 30th July 2004.
06:00 Tilawat
06:10 Dars-e-Malfoozat
06:45 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 13th March 2011.
07:45 Yassarnal Qur'an
08:10 Faith Matters
09:10 Adaab-e-Zindagi
09:55 Indonesian Service
11:00 Pushto Service
11:55 Tilawat
12:15 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 11th March 2011.
14:00 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th March 1995.
15:20 Mosha'irah
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor, on 31st July 2004, from the ladies Jalsa Gah.
19:30 Adaab-e-Zindagi [R]
20:05 Faith Matters [R]
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:20 Tarjamatul Qur'an class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 04 March , 2011 | Issue No. 09

جماعت احمدیہ گیانا (Guyana) (مغربی امریکہ) کے جلسہ سالانہ 2010ء کا بابرکت انعقاد

وزیراعظم گیانا اور متعدد اہم سرکاری وغیر سرکاری شخصیات کی شرکت

(رپورٹ: احسان اللہ مانگٹ ۔ مبلغ انچارج گیانا۔ جنوبی امریکہ)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گیانا نے اپنے 29ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد حضور انور کی منظوری سے 23۔ 24 اکتوبر 2010ء بروز ہفتہ اور اتوار کیا۔

اس جلسہ میں شمولیت کے لئے گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدیداران، سفارتی نمائندوں اور دیگر مسلم اور غیر مسلم تنظیموں کے سربراہوں سے رابطہ کیا گیا اور ان کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے دعوت نامے دیئے گئے۔

امسال حضور انور نے ازراہ شفقت امریکہ، ٹرینیڈاڈ اور سرینام کے مبلغین کرام کو جلسہ سالانہ گیانا میں شرکت کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ لہٰذا مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ سلسلہ سینٹرل ایسٹ ریجن امریکہ اور مکرم طالب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ ٹرینیڈاڈ اور اسی طرح مکرم لئیق احمد مشتاق صاحب مبلغ سلسلہ سرینام بھی تشریف لائے۔

پہلے اجلاس کی کارروائی

23 اکتوبر کو بعد نماز ظہر وعصر پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ صدارت مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ سلسلہ سینٹرل ایسٹ ریجن امریکہ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم، اس کے انگریزی ترجمہ اور نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر میں تعلق باللہ کے حصول کے ذرائع بیان کئے۔ اس کے بعد ایک نو احمدی مسلم مکرم یحیٰ ابراہیم نے اپنی روداد بیان کی کہ وہ کس طرح احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ قرآن کریم کے مطالعہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اسلام کی طرف رہنمائی عطا فرمائی جب انہوں نے گیانا میں ایک بڑی اسلامی تنظیم سے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے بارہ میں کوئی کتاب طلب کی تو جواب ملا ان کے پاس نہیں ہے۔ اسی دوران ان کا گزر احمدیہ مسلم جماعت گیانا کے ہیڈ کوارٹر کے پاس سے ہوا جہاں ان کو کتاب دی گئی۔ جماعت احمدیہ کے بارہ میں خاص طور پر مسیح موعود کی آمد اور خلافت کے بارہ میں بھی ان کو لٹریچر بھی دیا گیا۔ چند ماہ مطالعہ کے بعد ان کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے قبول کی توفیق ملی۔

پہلے روز کی آخری تقریر مکرم طالب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ ٹرینیڈاڈ نے ''آنحضرت ﷺ کے بنی نوع انسان پر احسانات'' کے موضوع پر کی۔

پہلے اجلاس کی کارروائی میں جو مہمان شامل ہوئے ان میں مکرم منظور نادر صاحب منسٹر آف لیبر، امریکن ایمبیسی کے نمائندہ، ہندو احباب کی نمائندگی میں Pandit Deodat Tillaq شامل ہیں۔

مہمان خصوصی کے تاثرات

مکرم منظور نادر صاحب منسٹر آف لیبر امسال جلسہ سالانہ برطانیہ میں بھی شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے وہاں نمائش میں دیکھا کہ سعودی شاہ فیصل نے بھی مسجد فضل لندن کا دورہ کیا تھا۔ یہ بات انہوں نے حاضرین کو بتائی کہ احمدیت کے خلاف تعصب رکھنے والے لوگ ان باتوں کو نہیں جانتے جیسا کہ خود ان کو بھی جلسہ میں شامل ہونے سے روکنے کی کوشش کی گئی۔ آپ نے واقعہ لاہور کے بارہ میں دکھ کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ غیر انسانی حرکت تھی۔ آپ نے احمدی احباب کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو جلسہ سالانہ برطانیہ کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ بے شک وہ بہت بڑا اجتماع تھا لیکن آغاز میں وہاں بھی بہت قلیل تعداد میں احمدی احباب تھے اور اسی طرح لگن سے جماعت احمدیہ گیانا کام کرتی رہے تو ایک دن یہ بھی جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرح ایک مضبوط جماعت بن جائے گی (انشاءاللہ)

اجلاس کے اختتام پر مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ سلسلہ سینٹرل ایسٹ ریجن امریکہ نے دعا کروائی۔

نمازِ مغرب وعشا کے بعد مجلس سوال و جواب کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم اظہر حنیف صاحب نے سوالوں کے تسلی بخش جوابات دیئے۔

دوسرے روز کی کارروائی

دوسرے روز کے اجلاس کی صدارت مکرم طالب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ ٹرینیڈاڈ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ اور نظم کے بعد مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب مبلغ سلسلہ نے ''حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسول'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد ایک نو احمدی مسلم مکرم عبدالجبار صاحب نے اپنی روداد بیان کی کہ وہ کس طرح احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہوئے۔ انہوں نے بتایا کے وہ اللہ کے فضل سے لمبے عرصہ سے مسلمان تھے اور کئی مسلمان تنظیموں میں کام کرنے کا موقع بھی ملا۔ جماعت احمدیہ کے تعارف کے بعد خلافت اور جماعت کی پرامن اور محبت بھری تعلیم کی وجہ سے متاثر ہو کر بیعت کر لی۔

جلسہ سالانہ کا اختتامی خطاب

مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ سلسلہ سینٹرل ایسٹ ریجن امریکہ نے جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب میں ''نزول مسیح'' کے موضوع پر بڑے دلچسپ انداز میں روشنی ڈالی کہ نزول مسیح کی پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے وجود میں اسی رنگ میں پوری ہوئی جیسے حضرت الیاسؑ کے نزول کی پیشگوئی حضرت یحیٰؑ کے وجود میں پوری ہوئی تھی۔

مہمان خصوصی کے تأثرات

امسال جلسہ سالانہ گیانا میں عزت مآب جناب سموئیل اے ہائنڈ (Samuel A. Hind) وزیر اعظم ریپبلک آف گیانا بذات خود تشریف لائے جو دوسرے روز کی پوری کارروائی کے دوران موجود رہے۔ جلسہ کے اختتام پر انہوں نے فرمایا کہ پوری کارروائی کے دوران انہوں نے کوئی بھی بات قابل اعتراض نہیں سنی۔ لہٰذا گیانا کی حکومت جماعت احمدیہ کو باقی عوام کی طرح مکمل مذہبی آزادی مہیا کرتی ہے اور مذہبی اقدار کو قدر کی نظر سے دیکھتی ہے۔

اجلاس کے اختتام پر مکرم طالب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ ٹرینیڈاڈ نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال اس جلسہ کی حاضری 200 افراد تھی۔

پورے ملک میں پیغام پہنچانے کا سنہری موقع

جلسہ سے ایک ہفتہ قبل اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پورے ملک میں پیغام پہنچانے کا ایک سنہری موقع عطا فرمایا۔ خاکسار نے نیشنل کمیونیکیشن نیٹ ورک سے جو کہ حکومت کا ٹیلی ویژن چینل ہے رابطہ کیا کہ ہمارے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے بیرون ملک سے ہمارے مبلغین تشریف لائیں گے اس لئے ہمیں انٹرویو کے لئے کچھ وقت دیں۔ لہٰذا ہمیں 18 اکتوبر 2010ء کو صبح 7 بج کر 40 منٹ پر پروگرام گیانا ٹوڈے (Today) میں 5 منٹ کا وقت دیا گیا۔ اس پروگرام کی میزبان نے نیشنل سیکرٹری تبلیغ اور خاکسار سے انٹرویو کے دوران جلسہ کی اغراض نیز جلسہ کے بانی کے متعلق دریافت کیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ایک مفت موقع عطا فرما دیا۔ یہ پروگرام براہ راست پورے ملک میں نشر کیا جاتا ہے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں میں برکت ڈالے اور اپنے فضلوں سے نوازتے ہوئے ہمارے ملک میں بھی اسلام احمدیت کی دن دگنی رات چوگنی ترقی کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے نیشنل تبلیغ سیمینار کا شاندار انعقاد

(ملک ابرار الحق - جرمنی)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے شعبہ تبلیغ کے تحت خدام کو تبلیغی میدان میں فعال کرنے اور تبلیغ کے لئے مطلوبہ علم فراہم کرنے کے لئے دوسرے بہت سارے پروگراموں کے ساتھ ساتھ گزشتہ چند سالوں سے نیشنل سطح پر تبلیغی سیمینار کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں خاص طور پر یونیورسٹی کے طلباء کو مدعو کیا جاتا ہے تا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق پڑھے لکھے طبقہ میں تبلیغ کی رفتار کو تیز کیا جا سکے۔ امسال بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے شعبہ تبلیغ کے تحت تیسرا چھ روزہ تبلیغی سیمینار مورخہ 25 تا 30 دسمبر 2010ء ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال پہلی مرتبہ شعبہ تبلیغ کے تحت جیبی سائز میں تبلیغی نصاب جرمن زبان میں تیار کیا گیا اور سیمینار کے شرکاء کو دیا گیا۔ تبلیغ سیمینار کے شرکاء نے جرمن زبان میں تبلیغی نصاب کو بہت پسند کیا۔ الحمدللہ

امسال سیمینار میں مندرجہ ذیل موضوعات پر لیکچرز پیش کئے گئے۔ 1۔ختم نبوت 2۔عیسائیت کا آغاز اور ارتقاء 3۔عیسائی فرقوں کا سٹرکچر اور تنظیم 4۔بائبل کے متعلق تحقیق 5۔اسلامی حدود اور ان کی حکمت 6۔حضرت محمدؐ کی شادیاں 7۔ اسلام میں عورت کا مقام اور اس کے حقوق 8۔Celibacy and Priests 9۔قرآن کریم پر اعتراضات اور جوابات 10۔ اسلامی شریعت اور بنیادی قوانین 11۔ مسلمانوں کی گروپ بندیاں 12۔ اسلام میں مرتد کی سزا 13۔ اسلام میں جہاد کی حقیقت 14۔جرمنی میں ترکی کمیونٹی کا تعارف 15۔صداقت مسیح موعودؑ 16۔سیرت خاتم النبیینؐ 17۔اخباری ایڈیٹر کے نام خطوط۔

چونکہ تبلیغی سیمینار کے ساتھ ہی نیشنل تربیتی کلاس بھی منعقد کی جا رہی تھی پس مندرجہ ذیل لیکچرز تبلیغی سیمینار اور تربیتی کلاس کے شرکاء کے لئے اکٹھے منعقد کئے گئے۔

1۔ہستی باری تعالیٰ 2۔ وفات مسیح علیہ السلام 3۔ترتیب قرآن۔

مربیان سلسلہ اور دیگر اساتذہ نے یہ تمام لیکچرز بڑی محنت سے تیار کئے ہوئے تھے اور ان کو سیمینار کے شاملین کے سامنے بڑے دلچسپ انداز میں پیش کیا گیا۔

اس دوران مورخہ 26 دسمبر کو بیت السبوح فرینکفرٹ میں Education and Business Fair منعقد کیا گیا۔ چونکہ یہ فیئر طالب علموں کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل تھا اس لئے اس میں شرکت کے لئے تربیتی کلاس اور تبلیغی سیمینار کے شرکاء کو بذریعہ بس ناصر باغ گروس گیراؤ سے بیت السبوح فرینکفرٹ لے جایا گیا۔

29 دسمبر کی شام کو امتحان لیا گیا۔ سیمینار کے آخری روز اختتامی تقریب منعقد کی گئی جس میں پہلی تین پوزیشنیں حاصل کرنے والے خدام کو انعامات دیئے گئے نیز تمام شرکاء کو سند شرکت بھی دی گئی۔ تبلیغی سیمینار کی کل حاضری 251 رہی۔

قارئین کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تبلیغی سیمینار میں شامل تمام شرکاء کو اپنے فضلوں سے نوازے اور ہمیں تبلیغی میدان میں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ جرمنی جلد از جلد اسلام احمدیت کی آغوش میں آجائے۔ نیز مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے جملہ ممبران کو اخلاص و وفا میں ترقی کرتے ہوئے خلافت احمدیہ کے ساتھ مضبوطی سے جڑا رہنے والا بنائے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞۞